

التَّعلِيقَاتُ الرَّضوِيَّة عَلَى فَتَاوَى قَاضِي خَان

لشيخ الإسلام والمسلمين الإمام الهمام

أحمد رضا خان الحنفي القادري (ت ١٣٤٠هـ)

حقّق وضبط وعلّق عليها

د. حامد علي العليمي

اعتنى بها

الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا

مركز بحوث الإمام أحمد رضا العالمي، كراتشي (باكستان)

اَلتَّعْلِيْقَاتُ الرَّضَوِيَّة

عَلَى

فَتَاوَى قَاضِي خَان

للإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري (ت ١٣٤٠هـ)

للإمام فقيه النفس أبي المحاسن

حسن بن منصور الفقيه الحنفي المعروف بقاضي خان (ت ٥٩٢هـ)

حقّق وضبط وعلّق عليها

د. حامد علي العليمي

اعتنى بها

الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا

مركز بحوث الإمام أحمد رضا العالمي، كراتشي (باكستان)

اسم الكتاب:	**التعليقات الرضويّة على فتاوى قاضي خان**
المحشي:	**الإمام أحمد رضا خان الحنفي رحمه الله تعالى**
المحقق:	**الدكتور حامد علي العليمي**
عدد الصفحات:	**٢١٦**
الطبعة الأولى:	**٢٠١٤ء- ١٤٣٦ه**
المطبعة:	**الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا**
	مركز بحوث الإمام أحمد رضا العالمي، كراتشي (باكستان)
	هاتف: ٢٧٢٥١٥٠-٠٢١٣
	٢٥ جابان مينشن، ريغل صدر بكراتشي (باكستان)

هاتف: ٣٢٧٢٥١٥٠-٢١-٩٢+

فاكس: ٣٢٧٣٢٣٦٩-٢١-٩٢+

البريد الإلكتروني: imamahmadraza@gmail.com

الموقع: www.imamahmadraza.net

فہرستِ مضامین

مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں

(از قلم سید وجاہت رسول قادری حفظہ اللہ*)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

غور و فکر اور تدبر و تحقیق کے ساتھ علومِ نافعہ کے حصول کے لیے (جن کا منبع قرآن حکیم اور ارشاداتِ اَعلَمِ کائنات، معلّمِ کائنات، عالمِ ماکانَ و مایکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں)، اللہ سبحانہ وتعالیٰ علیم وخبیر نے "اُولوا الالباب" کو جابجا قرآن حکیم کی آیات میں غور فکر کی ترغیب و تشویق دی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، معلمِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے براہِ راست فیض یافتہ اور تربیت یافتہ تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تابعین کرام پھر ان سے تبعِ تابعین عظام اور پھر ان سے سلسلہ بسلسلہ ائمۂ اُمّت رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کسبِ علوم کرتے رہے۔

علومِ اسلامی مثلاً علمِ لغتِ قرآن حکیم، علمِ تفسیر قرآن حکیم اور اس کے اصول و ضوابط، علمِ حدیث اور اصولِ علم حدیث، علم فقہ اور اصول فقہ اور ان سب علوم کی تفہیم کے لیے آلی (مددگار) اور فروعی علوم کی تحقیق و تدوین اور پھر ان کی

---

* آپ پیرِ طریقت اور مختلف سلاسلِ تصوف میں خلیفہ و مُجاز ہونے کے ساتھ ساتھ مدیرِ اعلیٰ "ماہنامہ معارفِ رضا، کراچی" اور صدر "اِدارہ تحقیقات امام احمد رضا، انٹرنیشنل" (کراچی) ہیں۔ شعر و سخن میں تخلص "تاباں" ہے۔ (علیمی عفی عنہ)

ایک منظم اور منضبط انداز میں حیطہ تحریر میں منتقل کر کے اکنافِ عالم میں اس کی ترویج واشاعت کا دقیق اور محنت طلب کام تابعین کرام، تبع تابعین اور ان سے منسلک ائمہ ذی وقار رحمہم اللہ تعالیٰ نے سر انجام دیا۔ قیامت تک آنے والی اُمت پر ان کا بہت بڑا احسان ہے، فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

تدوینِ علوم دین کی یہ مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ ان علوم میں فقہِ اسلامی کو جو فوقیت حاصل ہے، وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح ہے۔ یہ ہمارا موضوع نہیں، یہاں فقہ کی اہمیت کے پیش نظر صرف اس بات پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ قرآن حکیم نے اسے "خیرِ کثیر" سے تعبیر کیا ہے اور سیدِ عالم ﷺ نے اس کے حامل کو مِن جانب اللہ دونوں جہاں کی بھلائیوں کے مستحق ہونے کی خوشخبری سنائی ہے۔(مَنْ يُّرِدِ اللهُ بِهِ خَيْراً يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔ الحديث)

فقہا میں ائمہ اربعہ مشہور ومعروف ہیں اور بعد کے دور کے ائمہ ان چار میں سے کسی ایک مذہب کے پیروکار ہیں:

۱۔ امام اعظم امام ابو حنیفہ (مذہبِ حنفی کے امام)

۲۔ امام شافعی (مذہبِ شافعی کے امام)

۳۔ امام مالک (مذہبِ مالکی کے امام)

اور ۴۔ امام احمد بن حنبل (مذہبِ حنبلی کے امام) رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

ان سب ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو ایک گونہ فوقیت حاصل ہے، جس کی تفصیل بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ صرف اتنا بتا دینا کافی ہے

کہ ان میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی وہ واحد شخصیت ہیں، جو شرفِ تابعیت کے حامل ہیں، باقی حضراتِ گرامی تبع تابعی یا پھر ان کے بعد کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوسری خاص اور نہایت اہم بات یہ ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بعد کے تینوں ائمہ رضی اللہ عنہم کے استاذ الاساتذہ یا استاذ استاذِ الاساتذہ ہیں اور آخری بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعد کے تینوں ائمہ اور ان کے پیروکار علماءِ مذہب نے "امام اعظم" کہا اور تسلیم کیا۔ اس طرح مذہبِ حنفی کو تینوں مذاہب پر نہ صرف یہ کہ فوقیت حاصل ہے بلکہ عالمِ اسلام میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پیروکار سب سے زیادہ تعداد میں ہیں۔

زیرِ نظر کتاب فتاویٰ قاضی خان پر امام احمد رضا کے عربی حواشی کی تبییض و تحقیق پر مشتمل ہے۔ فتاویٰ قاضی خان فقہِ حنفی کی نہایت مستند و معتبر کتاب ہے۔ اس کا دوسرا نام "الفتاویٰ الخانیۃ" بھی ہے۔ جو چھٹی صدی ہجری میں تحریر کی گئی اور س کے مصنف امام ابو المحاسن فخر الدین فقیہ النفس حسن بن منصور اوزجندی معروف بہ قاضی خان (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔ علماءِ احناف رحمۃ اللہ علیہم نے عالمِ اسلام میں آپ کے بلند علمی قدو قامت بالخصوص ائمہ فقہِ حنفی میں آپ کے ارفع واعلیٰ مقام کی مناسبت سے متعدد القاب سے یاد کیا ہے۔

لیکن راقم طوالت کے خوف سے یہاں آپ کے صرف القاب درج کرتا ہے، جن سے چودھویں صدی کے مجددِ اعظم اور فقیہ النفس امام احمد رضا حنفی قادری

نے آپ کو یاد کیا اور جو اُن تمام القاب کا خلاصہ ہے، جس سے علماء احناف انہیں یاد کرتے چلے آئے ہیں:

"امام علام، مرشد الانام، قاضی البلاد و مفتی العباد، فقیہ النفس، مقارب الاجتہاد، امام اجل، ابو المحاسن فخر الملۃ والدین ابو المفاخر، حسن ابن امام بدر الدین منصور ابن امام شمس الدین محمود ابو القاسم بن عبد العزیز اوز جندی فرغانی معروف بہ امام قاضی خاں قَدَّسَ اللہُ تَعَالیٰ سِرَّہ، فَاَفَاضَ عَلَیْنَا نُوْرَہ"۔

(فتاویٰ رضویہ جدیدہ، ج ۲۲، ص ۲۷۰)

ان القاب سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام احمد رضا حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ امام اجل حضرت حسن بن منصور اوزجندی معروف بہ قاضی خان قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز کی جلالتِ علمی کے کس قدر قدر دان اور ان کے جمالِ فقاہت کے کس قدر شیدائی تھے۔ یہاں حضرت قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا تعارف مقصوف نہیں۔

اس کے لیے زیرِ نظر کتاب کے فاضل مرتب اور محشی، جامعہ کراچی کے پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر حضرت علامہ مولانا حامد علی علیمی حفظہ اللہ کے ایک جامع تحقیقی مقالہ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، جو ماہنامہ معارفِ رضا نومبر ۲۰۱۴ء میں اشاعت پذیر ہوا ہے اور جس کی ملک و بیرونِ ملک کے جید علماء واسکالرز نے تحسین کی ہے۔

الحمد للہ یہ امر خوش آئند اور باعثِ تقویت ہے کہ آج سوادِ اعظم میں متعدد نوجوان محققین اور فاضل علماء میدانِ عمل میں سامنے آئے ہیں۔ جو جذبہ حُبِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار علمِ نافع کے ابلاغ اور جدید عصری تقاضوں کے مطابق

اسلافِ کرام کے علمی ورثہ کی حفاظت اور ایک نئے نظم وضبط کے ساتھ اس کی اشاعت اور دورِ جدید کے تعلیم یافتہ اذہان کے لیے اس کو قابلِ فہم بنانے کے لیے مصروفِ تحقیق وتدقیق اور تصنیف وتالیف ہیں، حضرت علامہ مولانا حامد علی علیمی زیدہ علمی کا شمار بھی ایسے ہی فہیم وذکی علماء محققین میں ہوتا ہے۔

حال ہی میں فتاویٰ قاضی خان پر امام احمد رضا کے حواشی پر علامہ علیمی سلمہ الباری کی تحقیق، تعلیق اور تبییض نظر سے گزری، راقم نے اس کو متعدد مقامات سے پڑھا، جس سے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ فقاہت بالخصوص فقہِ حنفی میں ان کی مجتہدانہ بصیرت، خداداد قوتِ حافظہ اور نکتہ سنج مگر عارفانہ مزاج کا اندازہ ہوتا ہے۔

ہمارے سلفِ صالحین علماء کرام فقہائے عظام نے اور دورِ جدید کے ماضی قریب میں مجددِ شریعت اسلامیہ امام ہمام احمد رضا حنفی قادری قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی نے جس بصیرت وبصارت اور جگر سوزی سے پرورشِ لوح وقلم کے ساتھ اکنافِ عالم میں فروغِ علم نافع کی نشر واشاعت کا اہتمام کیا ہے اس کی قدر اور اہمیت کا اندازہ صالح شعور کا حامل ایک عالم ومحقق ہی کر سکتا ہے۔ بالخصوص جس کا قلب شمعِ عشقِ رسول فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ صلی اللہ علیہ وسلم سے منور اور ذہن علومِ اسلامیہ اور اس کے متعلقات کے حصول کی تڑپ سے لذت آشنا ہو۔

ہمام اعلیٰ حضرت عظیم البرکت احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ قاضی خان پر حواشی وتعلیقات اور فاضل نوجوان علامہ مولانا حامد علیمی قرۃ عینی کی اس پر مزید تحشی،

تحقیق و تخریج کی خصوصیات و خوبیوں پر عالمانہ نقد و نظر کرنا مجھ جیسے ہیچمدان کا منصب نہیں، لیکن پیکرِ ایثار و خلوص حضرت علامہ حامد علیمی سلمہ الباری کے محبت بھرے اِصرارِ پیہم اور فقہِ حنفی کی اس معرکتہ الآراء تصنیف فتاویٰ قاضی خان پر دورِ جدید کے فقہِ حنفی کے عظیم امام، امام احمد رضا حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے گوہرِ تاجدار حاشیہ کی اہمیت کے پیش نظر یہ چند سطور سپردِ قلم کر کے درج ذیل مختصر تبصرے پر اپنی گفتگو کا اختتام کرتا ہوں:

۱۔ فتاویٰ قاضی خان کا مطالعہ اور اس پر حاشیہ لکھتے وقت امام احمد رضا نے تحقیق کے اعلیٰ معیار کو پیش نظر رکھا ہے۔

۲۔ آپ نے کسی ایک نسخے کے مطالعہ پر اکتفانہ کیا، بلکہ اپنے دور میں عالمِ اسلام میں موجود قاضی خان کے تمام ممکنہ نسخوں کی بہم رسانی کی اور تقابلی مطالعی کے بعد آپ نے متعدد عبارات کے اختلافات اور بعض میں حذف و اضافہ کی نہ صرف نشاندہی فرمائی بلکہ بربنائے علمی و عقلی دلائل اپنی تحقیق کو بے غبار ثابت کیا۔

۳۔ یہ بھی ثابت کیا کہ کہاں اختلاف کاتب کی غلطی کی وجہ سے ہے اور کہاں یہ اختلاف الفاظ کی تفسیری یا لغوی تعبیر کی بناء پر ہے۔

۴۔ قاضی خان کے مختلف نسخوں پر امام صاحب کی گہری نظر کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے آپ نے نہ صرف عبارات کی اختلافات کی نشاندہی فرمائی، بلکہ قاضی خان کی مجمل عبارات کی تفصیل، مبہم کی توضیح، غیر معین کو معین اور جہاں کہیں بھی حکم ساقط تھا وہاں تنبیہ بھی فرمائی۔

۵۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کی ایک امتیازی شان یہ بھی ہے کہ آپ اسلاف کرام کے تسامحات کی نشاندہی کرتے وقت اُن کا ادب ملحوظ کاطر رکھتے ہوئے، حتی الامکان ان تسامحات کی بر بنائے دلیل تطبیق کی کوشش فرماتے ہیں، اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو نہایت ادب واحترام اور ان سے حُسنِ ظن کے اظہار کے ساتھ اختلاف کرتے ہوئے اپنا موقف پیش کر کے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ فقیر کا تطفل ہے۔ شاید وقت تحریر ان سے حکم او جھل ہو گیا ہو، یا ادھر ان کی توجہ نہیں گئی۔ اس طرح امام احمد رضا نے اپنے بعد میں آنے والے محققین و مصنفین کو تحقیق و تصنیف بالخصوص اسلاف کرام کی تحقیقات پر تحشی اور تعلیق کرتے وقت پاسِ ادب کے ساتھ معروضی انداز اختیار کرنے کی راہ دکھائی دے۔

یقیناً قاری جب زیرِ نظر کتاب کا مطالعہ کرے گا تو اسے امام احمد رضا حنفی قادری کی فقہی بصیرت اور علمی عبقریت کو تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو گا یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا قدس سرّہ سے علمی یا مسلکی اختلاف رکھنے والے انصاف پسند علماء بھی، ان کے دور کے ہوں یا ان کے بعد کے دور کے، ان کی اعلیٰ فقہی شان کے معترف نظر آتے ہیں۔ صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں، ندوۃ العلماء لکھنؤ (امام احمد رضا علیہ الرحمہ جس کے بانی اراکین سے تھے)، فقہاءِ اسلام کی فہرست میں آج بھی امام احمد رضا کا اسم گرامی سرِ فہرست نظر آتا ہے۔

اُمید ہے زیرِ نظر کتاب طلبہ، اساتذہ بالخصوص مدرسین جامعاتِ علوم اسلامیہ اور محققین فقہِ اسلامی کے لیے یکساں مفید و مددگار ثابت ہو گی۔ اہلِ علم و نظر

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد بہتر طور پر نقد و نظر کر سکیں گے اور خوب سے خوب تر کی جستجو میں ہماری معاونت کے لیے اپنی قیمتی آراء، تاثرات، تبصروں اور مفید تجاویز ہمیں آگاہ فرمائیں گے۔ جو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے اراکین کے لیے باعث ہمت افزائی ہو گا اور فقیہِ اسلام کے نایاب و نادر علمی شہ پاروں کو منصہ شہور پر لانے کے عمل میں تقویت اور علامہ مولانا حامد علی علیمی زید مجدہ جیسے فاضل نوجوان محققین کی حوصلہ افزائی کا سبب بھی بنے گا۔

اللہ تعالیٰ امام ہمام ابو المحاسن فقیہ النفس حسن بن منصور اوز جندی معروف بہ قاضی خان، مجددِ دین وملت امام احمد رضا خان حنفی اور ہمارے تمام سلف صالحین ائمہ کراماِن اُمت پر رحمت و رضوان کی بارش نازل فرمائے، جنہوں نے صبحِ قیامت تک آنے والی اُمت کی رہنمائی کے لیے بہت بڑا علمی سرمایہ چھوڑا ہے، رحمہم اللہ رحمۃً واسعۃً۔

الحمد للہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (انٹر نیشنل) کراچی اس نادر ونایاب علمی کاوش کو امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۱۴ء کے موقع پر علماء وطلبہ فقہِ اسلامی کے لیے علیٰ برکۃ اللہ ورسولہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم، پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کو مزید عروج وترقی عطا فرمائے اور اس کے تمام اراکین ومعانین کو دارین کی سعادتوں سے بہرہ مند بنائے، اور علامہ حامد علیمی زید مجدہ کے علم وعمل میں برکت اور قلم کو مزید جولانی عطا

فرمائے، نیز ان کی علمی، تحقیقی و تصنیفی کاوشوں کو مشرف قبولِ عام نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین الامین المکین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آخر میں حافظ شیرازی علیہ الرحمہ کا ایک شعر فاضل محقق علامہ علیمی کی نذر ہے، جو ان کی درویش طبیعت کا غمّاز ہے:

حآفظ از سیم وزرت نیست بِرَو شاکر باش
چہ بہ از دولتِ لطفِ سخن وطبعِ سلیم

ترجمہ: حآفظ تمہارے پاس اگرچہ چاندی اور سونا نہیں تو فکر کی بات نہیں، جاؤ اللہ کے کرم پر شاکر رہو، کیونکہ دنیا میں کوئی دولت طبعِ سلیم اور لطفِ سخن سے بہتر نہیں۔

سید وجاہت رسول تاباںؔ قادری عفی عنہ
صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی
(نومبر ۲۰۱۴ء)

اظہارِ خیال

(از قلم پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری حفظہ اللہ*)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَمَّا بَعْدُ:

علماءِ احناف نے مسائلِ فقہِ حنفی کو جب ضبطِ تحریر میں لانا شروع کیا تو متون کی ابتدا ہوئی، پھر حالاتِ زمانہ کے تقاضوں کے مطابق ان متون کی شروحات لکھنے کا آغاز ہوا، شرح یا تو مؤلف خود لکھتا، یا اُس کا کوئی شاگرد یا پھر بعد کے آنے والے علماء۔ متقدمین ومتأخرین فقہاءِ احناف دوران مطالعہ جہاں ضرورت محسوس کرتے تو کتاب کے حاشیہ پر تعلیق یا اپنی نگارشات قلم بند کر دیا کرتے تھے۔

امام احمد رضا رضی اللہ عنہ بھی زیرِ مطالعہ رہنے والی اپنی ذاتی کُتب پر حواشی اور تعلیقات کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پہلے ادارہ نے دو جلدوں میں امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری شائع کی تھی، جو

---

* آپ جامعہ کراچی میں شعبہ "Petroleum Technology" کے چیئرمین ہیں۔ پیرِ طریقت اور مختلف سلاسلِ تصوف میں خلیفہ ومُجاز ہیں۔ "ماہنامہ معارفِ رضا، کراچی" کے مدیر اور "اِدارہ تحقیقات امام احمد رضا، انٹرنیشنل" (کراچی) کے جنرل سیکریٹری ہیں۔ (علیمی عفی عنہ)

مقبول عام ہوئی۔ ادارہ ایک بار پھر اس اعزاز کا مستحق ہو رہا ہے کہ وہ امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ قاضی خان پر موجود حواشی و تعلیقات کو شائع کر رہا ہے۔

اس پر جدید تقاضوں کے مطابق مولانا حامد علی علیمی نے تحقیق و تخریج کا کام کیا ہے۔ یہ یقیناً ایک گراں قدر علمی و تحقیقی کام ہے، جس پر مولانا علیمی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔

اللہ تعالیٰ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے فیض کو جاری و ساری رکھے اور ہمیں دینِ متین کی خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، کراچی۔

انتساب

اِس کاوشِ قلم کو **امام علام شیخ الشیوخ مولانا محمد عابد سندی مدنی** رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت ذات سے معنون کرتا ہوں، جنہوں نے نورِ علم سے نہ صرف سندھ بلکہ حجازِ مقدس کی زمین کو بھی تاباں رکھا، جنہیں امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "شَیْخُ شُیُوْخِنَا" فرمایا، جن کی شرح الدر المختار معروف بہ "طوالع الانوار" کے بارے میں خاتم الفقہاء علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ملتا ہے کہ اگر مجھے اس شرح کے بارے میں معلوم ہوتا، تو میں "رد المحتار" تحریر نہ کرتا۔ جن کی کُتب ایمان وعقیدے کی سلامتی وپختگی کا باعث ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کے فیوض وبرکات سے وافر حصہ عطا کرے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَلَا تُحْرِمْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
عَنْ زِيَارَةِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ بِجَاهِ الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ
عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيْم آمین۔

ڈاکٹر حامد علی علیمی، کراچی

مقدمہ از محقق

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

أَمَّا بَعْدُ:

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم شامل حال رہا ہے، کہ آج سے چھ سال قبل کی گئی ایک کوشش آج منظرِ عام پر آرہی ہے۔ یہ امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی فتاویٰ قاضی خان پر عربی تعلیقات ہیں۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف لکھا جاتا ہے، اس اُمید پر کہ یہ رحمتِ الٰہی کے نزول کا موجب ہو گا:

امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف ایک نظر میں:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہفتہ کے دن بوقتِ ظہر شہر بریلی (ہندوستان) کے محلہ جسولی میں، ۱۰؍ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴؍ جون ۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ قرآن کریم کی آیتِ مبارکہ ﴿أُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ﴾[1] سے آپ نے اپنا سنِ ولادت "۱۲۷۲ھ" نکالا[2]۔

امام احمد رضا خان حنفی کے اساتذہ میں آپ کے والد مولانا نقی علی خان کے علاوہ مرزا غلام قادر بیگ، شاہ آلِ رسول مارہروی، شاہ ابو الحسین احمد نوری اور مولانا عبد العلی

---

1 ترجمہ: "یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی"۔ [المجادلۃ۵۸: (۲۲)]۔

2 فتاویٰ رضویہ، ج۱، ص۹۴۔ الاجازات المتینۃ، ص ۵۶۔۵۷۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اول، ص ۱۰۲۔۱۰۳۔

رامپوری تلمیذِ علامہ فضل حق خیر آبادی (متوفی ۱۲۷۸ھ) قابلِ ذکر ہیں[3]۔ آپ پچاس سے زائد علوم وفنون کے ماہر تھے[4]، جن میں سے کئی فنون خود کثیر الانواع والاصناف ہیں۔

۲۵/ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۲۸/ اکتوبر ۱۹۲۱ء، جمعہ کے دن ہندوستان کے معیاری وقت کے مطابق ۲/ بج کر ۳۸ منٹ پر، عین اذان کے وقت جوں ہی موذن نے "حَيَّ عَلَى الْفَلَاح" کہا، ویسے ہی امام احمد رضا خان حنفی نے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ ۲۶/ صفر المظفر کے دن چار بجے، مسجدِ رضوی کے پہلو میں مطبع والا مکان میں تدفین ہوئی[5]۔

اپنے وصال سے چھ سال پہلے اپنا سنِ وصال (۱۳۴۰ھ) قرآن کریم کی اس آیت سے نکالا تھا: ﴿وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ﴾[6]۔ آخری ایام میں بسا اوقات نماز میں یہی آیت تلاوت کیا کرتے تھے[7]۔

3۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اول، ص ۱۱۴۔۱۱۵۔ الاجازات المتینۃ، ص ۵۳۔۵۴۔

4۔ الاجازات المتینۃ، ص ۵۴۔۵۸۔ محدث بریلوی، ادارۂ مسعودیہ کراچی، ۱۴۲۵ھ، ص ۲۷۔

5۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ سوم، ص ۲۹۵۔۲۹۶، وحصہ اول، ص ۱۱۷۔۱۱۸۔

6۔ **ترجمہ:** "اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا"۔ [الدہر ۷۶: (۱۵)]۔

7۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ سوم، ص ۲۸۰۔

امام احمد رضا کی تعلیقات:

امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن سے ہی زیرِ مطالعہ رہنے والی کُتب پر حواشی لکھنے کا اہتمام کر لیا تھا، چنانچہ "الإجازات المتینة" میں پینتالیس علوم وفنون کی اجازت دینے کے بعد لکھتے ہیں: "۔۔۔اور میں نے ان جملہ علوم کی بڑی بڑی کُتب پر حواشی بھی لکھے ہیں، حاشیہ نویسی کا سلسلہ زمانہ طالبِ علمی سے اب تک (۱۳۴۲ھ) تک جاری ہے، کیونکہ کہ اُس وقت سے میرا یہ دستور رہا ہے کہ جب کوئی کتاب مطالعہ کرتا ہوں، اگر وہ میری ملک میں ہوتی ہے، تو اس پر حواشی لکھ دیتا ہوں، مثلاً اگر اعتراض ہو سکتا ہے تو اعتراض لکھ دیا اور اگر مضمون پیچیدہ ہے تو اس کی پیچیدگی دُور کر دی۔۔الخ"۔

مذکورہ اقتباس سے معلوم ہوا کہ امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ آخر عمر تک حواشی لکھتے رہے، یعنی: تقریباً ساٹھ (۶۰) سال تک مختلف علوم وفنون کی کُتب پر اپنے گراں قدر حواشی تحریر کیے۔ کہیں یہ حواشی مختصر ہیں، کہیں طویل جیسا کہ خود امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی جانب اشارہ کیا ہے۔ ایک بات واجب الحفظ ہے کہ یہ حواشی با قاعدہ اہتمام کے ساتھ مستقل بیٹھ کر نہیں لکھے گئے، بلکہ دورانِ مطالعہ ہی لکھے گئے۔ اس کی وجہ یہ سمجھ آتی ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے علاوہ تین اہم اُمور کی انجام دہی کو گویا اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا تھا اور ساری زندگی انہی کے لیے جد وجہد کرتے رہے۔ "الإجازات المتینة لعلماء بکة والمدینة" میں اس بات کا ذکر یوں کرتے ہیں:

"میرے وہ فنون جن کے ساتھ مجھے پوری دل چسپی حاصل ہے، جن کی محبت، عشق و شیفتگی کی حد تک نصیب ہوئی ہے، وہ تین ہیں اور تینوں بہت عمدہ ہیں:

۱۔ سب سے پہلا، سب سے بہتر، سب سے اعلیٰ، سب سے قیمتی فن یہ ہے کہ تمام رسولوں کے سردار صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کی جناب پاک کی حمایت کے لیے اُس وقت کمربستہ ہو جاتا ہوں، جب کوئی کمینہ وہابی گستاخانہ کلام کے ذریعے آپ ﷺ کی شان پاک میں زبان درازی کرتا ہے، میرے پروردگار نے اسے قبول فرمالیا تو وہ میرے لیے کافی ہے، مجھے اپنے رب کی رحمت سے اُمید ہے کہ وہ قبول فرمائے گا، کیونکہ اسی کا ارشاد ہے کہ میرا بندہ میرے متعلق جو گمان رکھتا ہے میں اس کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ فرماتا ہوں"۔

۲۔ دوسرے نمبر پر وہابیوں کے علاوہ تمام بدعتیوں کے عقائدِ باطلہ کا رد کر کے ان کی سرکوبی کرتا ہوں، جو دین کے مدعی ہونے کے باوجود دین میں فساد ڈالتے رہتے ہیں۔

۳۔ اور تیسرے نمبر پر بقدرِ طاقت فقہِ حنفی کے مطابق فتوے تحریر کرتا ہوں، یہ وہ مذہب ہے جو مضبوط بھی ہے اور واضح بھی۔ بس یہ تینوں میری پناہ گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں، انہی پر میرا بھروسہ ہے۔ میرا ان کے لیے مستعد رہنا اور ان کا میرے ساتھ مخصوص ہونا میرے سینے کو خوب ٹھنڈا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہے، وہی بہترین کارساز، مولیٰ اور بہترین والی ہے"۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ایک مقلد تھے آپ کا مسلک حنفی تھا لیکن آپ ایسے مقلد تھے جس کی تقلید کے دامن میں اجتہاد کی وسعتیں اپنی تمام تر گیرائیوں اور گہرائیوں کے ساتھ سمٹ کر آگئی تھیں۔ وہ مجدد تھے لیکن ایسے مجدد کہ آپ کے تجدد نے علم وفکر کے ان گوشوں تک صاحبانِ طلب کو پہنچایا، جو رہنمائی کی نایابی کے باعث مجبور ہو کر بیٹھ گئے تھے، اسلاف پرستی اور شخصی عظمتوں کے اعتبارات علم وفضل نے تحقیق وتجسس، تفحص وتفکر کے

راستوں پر اعتماد ویقین کے ایسے دبیز پردے ڈال دیے تھے کہ نئے راستے ہی نہیں بلکہ قدیم راستے بھی چھپ گئے تھے اور مدتوں سے قدم ناآشنا بن چکے تھے۔

دراصل حواشی، تعلیقات وشروح فکر وفہم کے ایسے آئینے ہیں، جن میں آپ کو اسلاف کے پاکیزہ چہرے نظر آئیں گے، چودھویں صدی ہماری ژرف نگہی ودقتِ نظر کے انحطاط کا دور ہے یہی وجہ ہے کہ اس صدی میں آپ کو تفسیر وحدیث، فقہ واصول پر تصانیف وشروح اور حواشی بہت کم نظر آئیں گے۔

امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ نگاری میں صرف اعتراضات کو اپنا نصب العین نہیں بنایا تھا، آپ حاشیہ نگاری میں کہیں قول ماتن کی تصریح فرماتے ہیں جہاں قولِ ماتن کو شواہد ودلائل سے مستحکم ومبرہن کرنا ضروری سمجھتے ہیں تو اس کے مطابق دلائل پیش کرتے ہیں تعقب صرف اسی جگہ فرماتے ہیں جہاں ماتن نے خطا کی ہے اور آپ اس کی نشاندہی اکثر لفظ "صواب" سے فرماتے ہیں تاکہ ادب کی قدروں میں حرف نہ آئے۔

مختلف الموضوعات کتب پر امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے گرانمایہ حواشی گویا دنیائے علم وفضل کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آفتاب علم وفضل حضرت امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ضیائیں کس درجہ عالم افروز ہیں اور آپ نے کیسے تاریک گوشوں کو روشن کیا ہے اور ذرہ ہائے فقہ اور اصول فقہ کو روشن فرمایا ہے اور آپ کے تبحر علمی نے کیسی کیسی نکتہ آفرینیاں علوم دینی میں فرمائی ہیں۔ اکابر محدثین وفقہا کے متون کی کس طرح تنقیح اور توضیح کی ہے اور آپ کی فکر رسا نے کن اچھوتے نکات کو منقح کیا ہے اور آپ کی نگاہ علمی نے کیسی کیسی گرانمایہ کتب کا جائزہ لیا ہے۔

حدیث و فقہ، اصول حدیث، اصول فقہ ،ان کی شروح اور ان کے حواشی تک آپ کی دسترس تھی۔ بارہ سو سال کی مدت میں جو کتب اسلامیہ پر تصنیف ہوئیں خواہ وہ علوم نقلیہ سے ہوں یا علوم عقلیہ سے وہ کتب تاریخ ہوں یا کتب طبقات، کتب جدل وخلاف ہوں یا کتب حکمت و منطق ہوں ہر ایک پر آپ کی نظر اس قدر گہری تھی کہ محسوس ہوتا ہے جیسے یہ کتاب آپ کے مطالعہ میں عرصہ تک رہی ہے۔ آپ اپنے حواشی میں جب تک ماتن کا تعقب کرتے ہیں یا راہِ صواب دکھاتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے اور یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ کا تبحر علمی حقیقت میں ایک بحر ناپید اکنار تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی کمالات کے ان گوشوں کی رونمائی میں مزید کامیابیاں عطا فرمائے، تاکہ ان سے ہماری عقیدت کا صحیح اظہار ہوسکے [8]۔

کچھ فتاویٰ قاضی خان کی تعلیقات کے بارے میں:

یہ تعلیقات انتالیس صفحات پر مشتمل بصورت مخطوط ہیں، جنہیں علامہ قاضی عبد الرحیم بستوی رحمۃ اللہ علیہ نے اصل نسخوں سے نقل کیا ہے۔ اس کا عکس ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، انٹرنیشنل کراچی اور جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان، کراچی وغیرہ اداروں کے کُتب خانوں میں محفوظ ہے۔ زیرِ استعمال نسخہ صاف ہے، رسم الخط واضح ہے، تاہم کئی جگہ "قولہ" کے بعد عبارت نہیں لکھی گئی، جن کی تعیین بڑی مشکل سے کی ہے۔ اگر یہ تعیین درست ہوئی تو اللہ کے فضل سے اور اگر نادرست ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے حضور معافی کا طلب گار ہوں۔ کچھ تعلیقات فتاویٰ رضویہ سے بھی میسر آئی ہیں، جنہیں حسبِ مقام و مرام شامل متن کر لیا گیا ہے۔

---

8 ملخص از مقدمہ "امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری"، علامہ شمس الحسن شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

اب نہایت اختصار کے ساتھ فتاویٰ قاضی کی عربی تعلیقات پر تحقیق و تبیض اور تخریج کا جو کام کیا گیا ہے، اسے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

۱۔ ابتدا میں امام فخر الدین قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف اردو زبان میں لکھا گیا ہے۔ اسی طرح عربی میں بھی دونوں اماموں کا ذکر ایک نظر میں کرایا گیا ہے۔

۲۔ تعلیقات کو فقہی ترتیب پر کُتب وابواب کے مطابق ذکر کیا گیا ہے۔ ابتدا میں باب و فصل بھی قائم کر دی گئی ہے۔

۳۔ **"قولہ"** کی عبارت کو قوسین میں لیا گیا ہے، تاہم جہاں کسی لفظ یا عبارت کی تعیین محقق نے کی ہے وہاں لفظ یا عبارت کو معکوفین [۔۔] میں لیا گیا ہے۔

۴۔ **"قولہ"** کی تخریج، فتاویٰ ہندیہ کے ہامش پر موجود فتاویٰ قاضی خان کے نسخہ سے کی گئی ہے۔

۵۔ کُتب فقہیہ کی نصوص کی تخریج کا مقدور بھر اہتمام کیا گیا ہے، تاہم جو کُتب میسر نہ آ سکیں، ان کی تخریج نہیں ہو سکی۔

۶۔ مقولہ جات کی نمبرنگ کر دی گئی ہے، تاکہ حوالہ دینے میں آسانی ہو۔

۷۔ جہاں فتاویٰ رضویہ سے عربی تعلیقات ذکر کی ہیں، وہاں امتیاز کے لیے مقولہ سے پہلے "قال الامام احمد رضا الحنفي في الفتاوىٰ الرضوية" لکھا گیا ہے۔

۸۔ امام احمد رضا کے جن دیگر کُتب پر عربی حواشی و تعلیقات کا ذکر ان حواشی میں میں آیا ہے، انہیں مقدور بھر اہتمام کے ساتھ حاشیہ میں نقل کر دیا گیا ہے۔

۹۔ بعض جگہ کُتبِ فقہیہ سے مسئلہ کی وضاحت کے لیے عبارات حاشیہ میں نقل کی گئی ہیں، تاکہ قاری ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ استفادہ کرسکے۔

۱۰۔ بعض جگہ مخطوط میں کلمات یا حروف دھندلے یا تقریباً مٹے ہوئے ہیں، ان کی تعیین میں حتی الوسع امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی کُتب سے استفادہ کیا گیا ہے، کوشش کی گئی ہے کہ معنیٰ و مفہوم میں فرق نہ آئے، ایسے کلمات یا حروف معدودے چند ہیں۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

اس تحقیقی کام میں جو حسن وخوبی نظر آئے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور محبوبِ رب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ عنایت سے اور والدین واساتذہ کی دعاؤں کا ثمر ہے اور جو نقص یا خطا نظر آئے، وہ یقیناً محقق کی جانب سے ہے، امام فقیہ النفس اور امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہما کی ذات اس سے بری ہے۔ اللہ تعالیٰ تادمِ آخر زلتِ فکر وقلم سے محفوظ فرمائے اور اِصابتِ فکر وقلم عطا کرے، آمین۔

تعارف

امام ابو المحاسن فخر الدین فقیہ النفس

حسن بن منصور اوزجندی حنفی

معروف بہ قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ

امام فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

تحدیثِ نعمت: ایک عرصہ ہوا دلی خواہش تھی کہ "فتاویٰ رضویہ" سے تراجم کُتب واعلام وبلدان وغیرہ حروفِ تہجی کے اعتبار سے مرتب کیے جائیں، جو کچھ تھوڑا بہت جمع کر لیا ہے، اُسے سوادِ اعظم کی نذر کرنے کے ارادہ سے پیش کر دیا۔ اس سلسلے کی پہلی کڑی "فخر الدین حسن بن منصور قاضی خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ" کے نام سے پیش کی، اب یہاں کچھ اضافہ کے ساتھ پیش کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

نام ونسب:

"حسن بن امام بدر الدین منصور بن امام شمس الدین محمود ابو القاسم بن عبد العزیز اوزجندی فرغانی معروف بہ امام قاضی خاں قَدَّسَ اللہُ تعالیٰ سرّہ. فَاَفَاضَ عَلَیْنَا نُوْرَہ۔

اوزجندی: آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اوزجندی اصبہان کے نواحی علاقہ میں فرغانہ کے قریب واقع ایک علاقہ "اوزجند" کی طرف نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

قدو قامت:

مولانا احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک خواب کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ یوں بیان کرتے ہیں:

"۔۔۔ فقیر کے سرہانے تشریف لائے، بلند بالا متوسط بدن، سفید پوشاک زیب تن، وسیع گھیر نیچے دامن۔ الخ"[9]۔

کنیت:

ابو المفاخر اور ابو المحاسن۔

---

9 فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲، ص ۲۷۰۔

القاب:

علماء احناف رحمۃ اللہ علیہم نے آپ کو کئی القاب دیے مثلا: فقیہ النفس، فخر الدین، قاضی القضاۃ، قاضی الاُمۃ وغیرہ۔ لیکن امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے یوں القاب سے نوازتے ہیں:

"۔۔۔ناگاہ شب سہ شنبہ ۲۳ ماہ مسطورِ کہ سر بشمال ورُو بقبلہ میں سوتا اور بخت بیدار تھا، خاص صبح کے وقت بحمد اللہ دیکھا کہ سمتِ مدینہ طیبہ سے امام علام، مرشد الانام، قاضی البلاد و مفتی العباد، فقیہ النفس، مقارب الاجتہاد، امام اجل، ابو المحاسن فخر الملۃ والدین ابو المفاخر، حسن ابن امام بدر الدین منصور ابن امام شمس الدین محمود ابو القاسم بن عبد العزیز اوزجندی فرغانی معروف بہ امام قاضی خاں قَدَّسَ اللہُ تَعَالی سرّہ، فَأَفَاضَ عَلَيْنَا نُوْرَہ فقیر کے سرہانے تشریف لائے۔۔الخ"[10]۔

ولادت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سنِ ولادت کا تذکرہ نہ مل سکا۔

اساتذہ:

فخر الدین قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت کے مشاہیر ائمہ سے اکتسابِ علم کیا، جن میں چند کے نام یہ ہیں:

۱) امام ابو اسحٰق ابراہیم بن علی مرغینانی، ملقب بہ نظام الدین۔

۲) امام ابو اسحٰق ابراہیم بن اسماعیل بن ابی نصر الصفاری الانصاری۔

---

10 فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲، ص ۲۷۰۔

۳) امام ظہیر الدین ابو الحسن علی بن عبد العزیز مرغینانی اور ۴) امام محمد بن عبد الستار کردی رحمۃ اللہ علیہم سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اُس میں مہارت تامہ پائی[11]۔

۵) اپنے جدِ امجد امام محمود بن عبد العزیز اوزجندی سے بھی اکتسابِ علم کیا۔

۶) اسی طرح امام ابو المحاسن حسن بن علی ظہیر الدین کبیر مرغینانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اکتسابِ علم کیا[12]۔

تلامذہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک عالم نے فیض پایا اور بے شمار تشنگانِ علم کی سیر ابی ہوئی، ان میں اپنے وقت کے مشاہیر ائمہ وفقہاء بھی شامل ہیں، ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

۱) شمس الائمہ ابو الوحدۃ محمد بن عبد الستار کردری عمادی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲) امام محمود بن احمد بن عبد السید بن عثمان بن نصر بن عبد الملک جمال الدین ابو المحامد حصیری بخاری۔

۳) امام افتخار الدین طاہر بن احمد بخاری صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ وغیرہ۔

۴) صاحبِ کتاب "الغیاث"، اسے امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے تبیین میں ذکر کیا ہے۔

۵) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک امام عبید اللہ بن ابراہیم بن احمد انصاری محبوبی، جو اپنے وقت کے محدث، مدرس اور بہت بڑے حنفی عالم تھے[13]۔

---

11 الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیہ، ج۳، ص۱۵۰۔

12 فتاویٰ رضویہ، ج۹، ص۳۸۷۔

13 تاریخ الاسلام للذہبی، حرف الحاء، وفیات ۵۹۰ھ، ۵۹ طبقہ، ص۔

۶)علامہ جمال الدین محمود بن احمد حصیری۔ (بحوالہ سیر اعلام النبلاء)

اور ۷) نجم الائمۃ البخاری، استاد صاحبِ "الجواہر المضیۃ" فخر الدین قزوینی۔

وصال:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال پندرہ رمضان المبارک کی شب ۵۹۲ھ میں ہوا اور سات قضاۃ کے پہلو میں تدفین کی گئی۔

کُتب و تصانیف:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریری و تصنیفی خدمات میں سے مشہور و معروف یہ ہیں:

۱۔ فتاویٰ قاضیخان، چار اجزاء میں، اسے الفتاویٰ الخانیۃ بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ شرح الجامع الصغیر للامام محمد رحمۃ اللہ علیہ فی الفروع۔

۳۔ شرح الجامع الکبیر للامام محمد رحمۃ اللہ علیہ فی الفروع۔

۴۔ شرح الزیادات للامام محمد رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔ شرح ادب القاضی للخصاف رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۔ الاَمالی فی الفقہ: امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے "اَمالی" کو ایک ضخیم جلد میں دیکھا ہے اور یہ "اَمالی" سن ۵۸۷ تا ۵۸۹ ہجری میں کئی مجالس میں اِملا کرائے گئے، جنہیں میں نے بھی دیکھا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء و تاریخ الاسلام)

۷۔ شرح "منظومۃ فی الخلاف": یہ منظومہ، امام ابو حفص عمر بن محمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے، جس کی مشہور شروحات میں "مستصفیٰ اور مصفیٰ وغیرہ شامل ہیں۔

۸۔ المحاضر۔

۹۔ الواقعات فی الفروع۔

۱۰۔ فوائد الامام قاضی خان۔

۱۱۔ آداب الفضلاء فی اللغۃ، وغیرہ[14]۔

اور ۱۲۔ منتخب الزیادات: اس کی شرح تاج الدین محمد بن محمود سدیدی زوزنی نے لکھی ہے۔ (مقدمہ اللباب فی شرح الکتاب)

فخر الدین قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ ائمہ حنفیہ کی نظر میں:

شیخ الاسلام ابو المحاسن محمود حصیری کہتے ہیں: قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ ہمارے سردار، قاضی، امام، فخر الملۃ، رکن الاسلام، بقیۃ السلف اور مفتی الشرق ہیں۔

علماء تصریح فرماتے ہیں کہ امام علامہ فخر الملۃ والدین حسن بن منصور اوزجندی رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح اوروں کی تصحیح پر مقدم ہے، ان کے فتویٰ سے عدول نہ کیا جائے۔ چنانچہ

۱۔ علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ "حاشیہ جامع الفصولین" میں فرماتے ہیں:

"عليك بما في الخانية فإنّ قاضيخان من أهل التصحيح والترجيح"۔

ترجمہ: "تم پر اُس قول کو اختیار کرنا لازم ہے، جو فتاویٰ خانیہ میں ہے، اس لیے کہ قاضی خان اہل تصحیح وترجیح سے ہیں"۔

۲۔ علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ "تصحیح القدوری" میں فرماتے ہیں:

"ما يصححه قاضيخان من الأقوال يكون مقدماً على ما يصححه

---

14 کشف الظنون، حاجی خلیفہ، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج ۱، ص ۱۶۵ وص ۵۶۹، وج ۲، ص ۹۶۲، وص ۱۲۲۷، وص ۱۲۹۵، وص ۱۴۵۶، وص ۱۸۶۷، ہدیۃ العارفین، ج ۱، ۱۴۹، معجم المؤلفین، عمر رضا کحالہ، ج ۳، ص ۲۹۷، الاعلام، خیر الدین زرکلی، ج ۲، ص ۲۲۴۔

غير، لأنه كان فقيهَ النفس"۔

ترجمہ: " قاضی خان جس قول کی تصحیح کریں وہ اُن کے غیر کے تصحیح کردہ قول پر مقدم ہوگا، اس لیے کہ وہ فقیہ النفس ہیں"۔

۳۔ سید احمد حموی رحمۃ اللہ علیہ نے "غمز عیون البصائر" میں اسے نقل کر کے مقرر رکھا ہے، نیز فرماتے ہیں: "هذا القول صححه قاضی خان فينبغي اعتماده"۔

ترجمہ: "اس قول کی تصحیح قاضی خان نے کی ہے، لہٰذا چاہیے کہ اس پر اعتماد کیا جائے"۔

۴۔ فاضل سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ "حاشیہ در مختار" میں لکھتے ہیں:

"الذی يظهر اعتماد فی الخانية لقولهم إنّ قاضيخان من أجلّ من يعتمد على تصحيحاته"۔

ترجمہ: "خانیہ پر اعتماد کرنا ظاہر ہے، اس لیے کہ قاضی خان اُن اجلہ ائمہ سے ہیں، جن کی تصحیحات پر اعتماد کیا جاتا ہے"۔

۵۔ فاضل محمد امین ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ "العقود الدریہ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ" میں فرماتے ہیں:

"ما يُصححه قاضي خان مقدم على ما يصححه غيره"۔

ترجمہ: "جس قول کی تصحیح امام قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ کریں وہ اُن کے غیر کے تصحیح کردہ قول پر مقدم ہے"[15]۔

۶۔ امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ:

امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کو تمام ائمہ و مجتہدین سے بے حد عقیدت و محبت تھی۔ اپنی کُتب و رسائل اور فتاویٰ مبارکہ میں ان کے اسمائے گرامی کلماتِ عزت و تعظیم کے ساتھ لکھا

---

15 ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج۱۹، ص۴۱۷۔۴۱۸۔

کرتے تھے۔ اکثر ان ائمہ کرام کے مقام و مرتبہ کا تعین بھی کیا کرتے تھے، مثلاً ائمہ حنفیہ میں طبقات فقہاء کے حوالے سے بعض کا مقام و مرتبہ متعین کرتے نظر آتے ہیں۔ یہاں ہم نے فخر الدین قاضی خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام جمع کیا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ چنانچہ "الفوائد المتعلقہ بکتب الفقہ" میں لکھتے ہیں:

"تصحیح قاضي خان في الخانیة مقدّم علی تصحیح الهدایة مع أنّها شرح بل متن".

ترجمہ: "قاضی خان کی اپنے فتاویٰ میں کسی قول کی تصحیح، ہدایہ کی تصحیح پر مقدم ہو گی، حالانکہ ہدایہ شرح بلکہ متن ہے"۔

قاضی خان فقیہ النفس ہیں:

امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوی مبارکہ میں متاخرین ائمۂ احناف میں سے دو کو "فقیہ النفس" کے لقب سے ذکر کیا ہے، ان میں ایک امام فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی معروف بہ قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے محقق علی الاطلاق کمال الدین ابن الہمام صاحبِ فتح القدیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں، امام قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ کا اس لقب سے مشہور ہونا تو معلوم ہے، تاہم محقق علی الاطلاق کے لیے یہ لقب اب تک ہمیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ہی ملا ہے، چنانچہ ایک جگہ یوں لکھا ہے:

"**نکتہ ۱۴: واجب الحفظ:** افسوس! کیا اُلٹا زمانہ ہے اور اُمورِ تعظیم وادب میں سلف صالحین سے آج تک برابر ائمہ دین کا یہی داب رہا کہ ورود وعدم ورود خصوصیات پر نظر نہ کی، بلکہ صریحاً قاعدہ کلیہ بنایا: كُلُّ مَا كَانَ أَدْخَلَ فِي الْأَدَبِ وَالْإِجْلَالِ كَانَ حَسَنًا. كما صرح به الإمام المحقق على الإطلاق **"فقيه النفس"** سيدي كمال الملّة والدين محمد

في فتح القدير.. إلخ"[16]۔ ایک مقام پر یوں لکھا ہے: "امام فقیہ النفس محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔۔ الخ"[17]۔

فقیہ النفس کا معنیٰ:

فقاہتِ نفس کی تعریف میں ہمیں مختلف کلمات ملے ہیں، ہم اُن سب کا خلاصہ تحریر کرتے ہیں، تاہم کسی ایک تعریف پر جزم نہیں کرسکتے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی احیاءعلوم الدین میں اس کی وضاحت کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک جبلی صفت ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"هي صفة في النفس جبلية تحقّق لصاحبها شدّة الفهم لمقاصد الكلام، كالتفريق بين المنطوق والمفهوم"۔

ترجمہ: "یہ نفس میں ایک جبلی صفت ہے، جو آدمی کے لیے مقاصدِ کلام کو سمجھنے کے لیے انتہائی فہم ثابت کرتی ہے، جیسے منطوق اور مفہوم کے درمیان فرق سمجھنا"۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وفقه النفس لا بدّ منه، وهو غريزة لا تتعلّق بالاكتساب. أهمّ المطالب في الفقه التدربُ في مآخذ الظنون في مجال الأحكام، وهو الذي يسمى فقه النفس، وهو أنفس صفات علماء الشريعة"۔

---

16 ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج۲۶، ص۵۴۵-۵۴۶۔

17 فتاویٰ رضویہ، ج۵، ص۴۸۲۔

ترجمہ: ”عالم کے لیے فقاہتِ نفس ضروری ہے، یہ فطری خصلت ہے جو کسب سے حاصل نہیں ہوتی۔ فقہ کے اہم مطالب میں یہ بھی شامل ہے کہ احکام کے سلسلے میں ظنی ماخذ میں مشق کی جائے، اسی کو فقہِ نفس کہا جاتا ہے، اور یہ علماءِ شریعت کی نفیس ترین صفت ہے“۔

فقہاءِ کرام کا اتفاق ہے کہ ”فقیہ النفس“ کا اطلاق اُسی پر ہو گا جو: وسیع علم کا حامل ہو، قوی فہم وادراک والا ہو، فقہی ذوقِ سلیم کا مالک ہو اگرچہ مقلد ہی کیوں نہ ہو۔

ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے:

”من أراد أن يصير فقيه النفس فلا طريق له إلاّ ممارسة الفقه وحفظه وتكراره، وهو في الابتداء متكلّف، حتى ينعطف منه على نفسه وصف الفقه، فيصير فقيهاً بِمعنَى أنّه حصل للنفس هيئة مستعدة، نحو تخريج الفقه، فيتيسّر له ذلك طبعاً مهمّاً حاوله... إلخ“۔

ترجمہ: ”جو فقیہ النفس بننا چاہتا ہے اُس کے لیے فقہ میں خوب مشق کرنا، اُس کے احکام ومسائل حفظ کرنا اور اُن کی تکرار کرنا ہی ایک ذریعہ ہے، ابتدا میں تکلف ہو گا اور یہاں تک کہ ایسا وقت آئے گا کہ اُس کے نفس پر وصفِ فقہ منعطف ہونے لگے گا، لہٰذا اُس وقت وہ فقیہ کہلائے گا اس معنی میں کہ اُس کے نفس کو ایک مستعد ہیئت حاصل ہو گئی ہے جیسے فقہی مسائل کی تخریج کرنا، پس اس کے لیے طبعی طور پر یہ کوشش کرنا آسان ہو جائے گا۔۔ الخ“۔

"رد المحتار"، "البحر الرائق"، "انوار البروق فی انواع الفروق" اور "العطار علے شرح الجلال المحلی" وغیرہ کُتب میں "فقیہ النفس" کے تحت لکھا ہے:

"(فَقِيهُ النَّفْسِ): أَيْ: شَدِيدُ الْفَهْمِ بِالطَّبْعِ لِمَقَاصِدِ الْكَلَامِ وَإِنْ أَنْكَرَ الْقِيَاسَ، لِأَنَّ غَيْرَهُ لَا يَتَأَتَّى لَهُ الِاسْتِنْبَاطُ الْمَقْصُودُ بِالِاجْتِهَادِ"۔

ترجمہ: "فقیہ النفس فطری طور پر مقاصدِ کلام کا بہت زیادہ فہم رکھنے والا ہوتا ہے، اگرچہ اُس کا قیاس (اُن مقاصدِ کلام) کا انکار کرتا ہو، اس لیے کہ اس کا غیر اجتہاد کے ذریعے مطلوبہ استنباط نہیں کر پاتا"۔

محدثین اور اُصولیوں کی اصطلاح:

پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ محدثین اور اُصولیوں کے نزدیک "فقیہ النفس" سے مراد ذرا مختلف المفہوم ہوتی ہے، ذیل میں آنے والی عبارت سے فرق سمجھا جاسکتا ہے:

"فقيه النفس، ومعناها: أن الشخص تمكن في الفقه حتى اختلط بلحمه ودمه وصار سجية فيه، وعند المحدثين: فقيه البدن"۔

ترجمہ: "اس سے مراد وہ شخص ہے جسے فقہ میں اتنی قدرت حاصل ہو گئی ہے کہ گویا یہ فقہ اُس کے گوشت اور خون میں شامل ہو کر اُس کی طبیعت بن چکی ہے۔ محدثین ایسے شخص کو "فقیہ البدن" کہتے ہیں"۔ والله أعلم بحقيقة الحال۔

فتاویٰ رضویہ میں تذکرۂ امام قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ

ذیل میں ہم اُن القاب وکلماتِ ثنا کو ذکر کرتے ہیں، جو امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے فقیہ النفس امام قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ کے لیے استعمال کیے ہیں:

۱۔ فقیہ النفس اور اہلِ افتاء وترجیح:

"۔۔۔امام علامہ فقیہ النفس اہل الافتاء والترجیح امام فخر الدین قاضی خان اوزجندی رحمہ اللہ تعالی نے خانیہ میں اسی قول کی تصحیح کی اور قولِ اول کارد کیا"[18]۔

"۔۔۔امام فقیہ النفس قاضی حسن بن منصور فرغانی اوزجندی حنفی"[19]۔

۲۔ فخر الملۃ والدین:

"فتاوٰی امام اجل فقیہ النفس فخر الملّۃ والدّین قاضی خان میں ہے۔۔الخ"[20]۔

۳۔ قاضی الاُمت:

"اسی پر ہمارے سربراہ فقیہ النفس قاضی الامّت نے جزم فرمایا[21]۔

۴۔ قاضی خان کی تصحیح سے عدول روا نہیں:

"**اوّلا:** تو اس لیے کہ اس پر اکثر متون ہیں۔

ثانیاً: اس پر بزرگ ترین شخصیات نے اس کی تصریح کی اور اسے ثابت رکھا ہے،

---

18 فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۲۶۰۔

19 فتاویٰ رضویہ، ج۹، ص۳۸۷۔

20 فتاویٰ رضویہ، ج۴، ص ۲۱۴۔

21 فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص۷۹۔

مثلاً امام فقیہ النفس جن کے بارے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ان کی تصحیح سے عدول نہیں کیا جا سکتا۔۔ الخ"[22]۔

۵۔مالک التصحیح والترجیح رتبۂ اجتہاد پر فائز:

"اور امام علامہ فقیہ النفس مالک التصحیح والترجیح فخر الملۃ والدین قاضی خان اوزجندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں روایتِ صحت پر جزم کیا اور اسی کے ذکر پر اقتصار فرمایا دوسری روایت نقل بھی نہ فرمائی اور اسی روایت کو مدلل ومبرہن کیا ۔۔۔اور علماء تصریح فرماتے ہیں کہ کسی قول پر اقتصار کرنا اس کے اعتماد کی دلیل ہے۔۔۔علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اس امام اجل کا ارشاد زیادہ اعتبار واعتماد کے لائق اور ان کی تصحیح وترجیح فائق ہے کہ انہیں رتبۂ اجتہاد حاصل تھا۔۔ الخ"[23]۔

٦۔صاحبِ خلاصۃ الفتاویٰ کے استاد:

"الإمام الأجل فقيه النفس أستاذ صاحب الخلاصة مولانا القاضي الإمام فخر الدين رحمهما الله تعالى"[24]۔

۷۔فارسِ میدانِ ترجیح وتصحیح:

"۔۔۔ایک امام علامہ فخر الملۃ والدین حسن بن منصور اوزجندی ہیں رحمۃ اللہ علیہ اور یہ امام فارس میدانِ ترجیح وتصحیح ہیں، جن کی نسبت علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ان کی

---

22 فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۹۴۔

23 فتاویٰ رضویہ، ج ۱۷، ص ۲۵۳۔۲۵۴۔

24 فتاویٰ رضویہ، ج ۱۹، ص ۱۰۳۔

تصحیح اوروں کی تصحیح پر مقدم ہے، ان کے فتوی سے عدول نہ کیا جائے"[25]۔

۸۔ خواب میں قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت:

"بیشک، دونوں ہاتھ سے مصافحہ جائز ہے۔ اکابر علماء نے اس کے مسنون ومندوب ہونے کی تصریح فرمائی اور ہرگز ہرگز نام کو بھی کوئی حدیث اس سے ممانعت میں نہ آئی۔ جائز شرعی کی ممانعت ومذمت پر اترنا شریعت مطہرہ پر افتراء کرنا ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ قبل اس کے کہ اس اجمال کی تفصیل کرے، ایک واقعہ طیبہ ورؤیائے صالحہ ذکر کرتا ہے، وللہ الحمد والمنة ومنه الفضل والنعمة۔ یہ مسئلہ فقیر غفرلہ المولی القدیر سے روز جمعہ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ کو بعد نماز پوچھا گیا۔ جواب زبانی بیان میں آیا اور از انجا کہ آج کل قدرے علالت اور بوجہِ مشاغل درس قلت مہلت تھی، قصد کیا کہ جمعہ آئندہ کی تعطیل ان شاء اللہ تعالیٰ تحریر جواب کی کفیل ہوگی۔ اس اثناء میں سوال مذکور کا خیال بھی دل سے اتر گیا۔ ناگاہ شب سہ شنبہ ۲۳ ماہِ مسطور کہ سر بشمال وروبقبلہ میں سوتا اور بخت بیدار تھا۔ خاص صبح کے وقت بحمد اللہ خواب دیکھا کہ سمت مدینہ طیبہ سے امام علام، مرشد الانام، قاضی البلاد ومفتی العباد، فقیہ النفس، مقارب الاجتہاد، امام اجل، ابو المحاسن فخر الملۃ والدین ابو المفاخر، حسن ابن امام بدر الدین منصور ابن امام شمس الدین محمود ابو القاسم بن عبد العزیز اوزجندی فرغانی معروف بہ امام قاضی خاں قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالٰی سِرَّہٗ. فَاَفَاضَ عَلَیْنَا نُوْرَہٗ، (جن کے فتاوی کے لئے شرقاً غرباً اعلی درجہ کا اعتبار

---

25 فتاویٰ رضویہ، ج۱۹، ص۱۴۷۔

اور اشتہار اور ان کا امام مجتہد، فقیہ النفس اعظم عمائد سے ہونا آشکار) فقیر کے سرہانے تشریف لائے، بلند بالا، متوسط بدن، سفید پوشاک زیب تن، وسیع گھیر نیچے دامن، اور بزبان فارسی یہ دو جملے ارشاد فرمائے: "مستند ایشاں حدیثِ انس است واُو را مفہوم نیست"۔ لفظ یہی تھے یا اس کے قریب، معاً جمال مبارک دیکھتے ہی قلب فقیر میں القاء ہوا کہ یہ امام قاضی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ اور کلام مقدس سنتے ہی دل میں آیا کہ اسی مسئلہ مصافحہ کی نسبت ارشاد ہے والحمد للہ رب العالمین۔ الخ"[26]۔

۹۔ قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ ائمۂ ترجیح سے ہیں:

"۔۔۔ اس کے اختیار فرمانے والوں کی جلالتِ شان جن میں امام اجل فقیہ ابو اللیث سمرقندی صاحبِ حصر، وامام ملک العلما ابو بکر مسعود کاشانی وامام اجل نجم الدین عمر نسفی وامام علی بن محمد اسبیجابی ہر دو استاذ امام برہان الدین صاحبِ ہدایہ وخود امام اجل صاحبِ تجنیس وہدایہ وامام ظہیر الدین محمد بخاری وامام فقیہ النفس قاضیخان وامام محقق علی الاطلاق وغیر ہم ائمہ ترجیح وفتوے بکثرت ہیں اور قول اول کی طرف زیادہ متاخرین قریب العصر"[27]۔

---

26 فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲، ص ۲۶۹۔ ۲۷۰۔

27 فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ۶۵۲۔

تعارف فتاویٰ قاضی خان

قاضی القضاۃ امام اجل فخر الملۃ والدین اوزجندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ کے بارے میں "خطبۃ الکتاب" میں لکھتے ہیں:

"میں نے اس کتاب میں وہ مسائل ذکر کیے ہیں، جن کا اکثر وقوع ہوتا ہے اور ان کی حاجت پڑتی ہے، انہی پر اُمت کے معاملات کا مدار اور انہی میں ائمہ وفقہاء کرام کی رغبت۔ ان مسائل کی چند اقسام ہیں: ۱۔ جو ہمارے ائمہ متقدمین سے مروی ہیں۔ ۲۔ جو ہمارے ائمہ متاخرین سے مروی ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔
میں نے اس کتاب کی ترتیب معروف کتبِ فقہ کی ترتیب پر کی ہے، ہر قسم کے مسائل کے لیے فصول قائم کی ہیں، اور ہر فرع کی اصل بیان کی ہے، جن مسائل میں متاخرین کے چند اقوال ہیں، ان میں ایک یا دو اقوال نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے، اور مقدم اُسی کو کیا ہے، جو باعتبار دلیل زیادہ ظاہر ہے، اور ان اقوال میں زیادہ مشہور قول کو پہلے لکھا ہے۔۔۔ الخ"۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: "مقدم قول اُسی وقت معتمد ہو گا جب کہ قاضی علام نے دوسرے قول کی تصحیح نہ کی ہو"[28]۔

فائدہ:

مراد یہ ہے کہ بعض اوقات امام قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ ایک قول کو مقدم کرتے ہیں، جس سے شُبہ ہوتا ہے کہ یہ ہی معتمد ہے، حالانکہ تصحیح اس کے علاوہ دوسرے قول کی کر دیتے

---

[28] فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۵۴۰۔

ہیں، یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا قلم "رد المحتار" میں بعض جگہ لغزش کا شکار ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مقدم قول پر اعتماد کر لیا، جبکہ قولِ مصحح دوسرا تھا، اس کی تفصیل جاننے کے لیے امام اہل سنت امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے رد المحتار پر حواشی بنام جد الممتار کا مطالعہ مفید ہے، اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قسم کی لغزشوں کی نشاندہی کر دی ہے۔

امام اہلسنت مولانا احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ فتاویٰ قاضی خان کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"جن کے فتاوی کے لیے شرقاً غرباً اعلیٰ درجہ کا اعتبار اور اشتہار اور ان کا امام مجتہد، فقیہ النفس اعظم عمائد سے ہونا آشکار"[29]۔

حاجی خلیفہ نے "کشف الظنون" میں فتاویٰ قاضی خان کے تحت لکھا ہے:

"ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ نے بدھ کے دن ظہر کے وقت دس محرم الحرام سن ۵۷۸ ہجری میں اپنے فتاویٰ کو املاء کروانا شروع کیا۔ اس کے مسائل کو علماءِ روم کے ایک عالم محمد بن مصطفیٰ بن الحاج معروف بہ محمد افندی صوفی نے مرتب کیا۔ اس میں یہ ذکر بھی ہے کہ ان کے شیخ محمد بن شیخ الاسلام معروف بہ جوی زادہ نے سن ۹۹۵ ہجری میں اس کی ترتیب کی ترغیب دلائی، پس محمد افندی نے اسے مرتب کیا اور اس کا نام "وہاجِ شریعت" رکھا۔ مولیٰ یوسف بن جنید معروف بہ اخی چلپی توقانی نے ایک جلد میں اس فتاویٰ کی تلخیص کی اور نام "مختصر قاضی خان" رکھا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

29 فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲، ص ۲۷۰۔

عجیب وغریب فوائد ومسائل:

امام فخر الدین قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں چند عجیب وغریب فوائد ومسائل بیان کیے ہیں، ان کی نشاندہی امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المتعلقة بكتب الفقه" میں کی ہے، ہم ذیل میں ان تمام کو بیان کرتے ہیں:

١) الماء إذا اختلط بالمخاط أو بالبزاق جاز به التوضؤ ويكره[30].

٢) ماء فم النائم طاهر؛ لأنّه متولّد من البلغم[31].

٣) إذا امتخط الرجل في ثوب ورأى فيه أثر الدم لا ينجسه؛ لأنّ كلّ ما لا يكون حدثاً لا يكون نجساً[32].

٤) لو عطس وحصل به حروف أو تجشى أو تثاءب فارتفع صوته فحصل به حروف لَم تفسد صلاته[33].

٥) العلم بأنّه لا يرضى إلاّ بكذا كالشرط الصريح[34].

٦) إذا بعث شيئاً وذكر القيمة كان كشرط الرجوع[35].

---

30 الخانیۃ، کتاب الطہارۃ، فصل فیما یجوز بہ التوضؤ، ج۱، ص۱۸، (ہامش الہندیۃ)۔

31 الخانیۃ، کتاب الطہارۃ، فصل فی النجاسۃ التی تصیب۔۔ الخ، ج۱، ص۲۵، (ہامش الہندیۃ)۔

32 الخانیۃ، کتاب الطہارۃ، فصل فی النجاسۃ التی تصیب۔۔ الخ، ج۱، ص۲۷، (ہامش الہندیۃ)۔

33 الخانیۃ، کتاب الصلاۃ، فصل فیما یفسد الصلاۃ، ج۱، ص۱۳۶، (ہامش الہندیۃ)۔

34 الخانیۃ، کتاب النکاح، فصل فی حبس المرأۃ نفسہا بالمہر، ج۱، ص۳۹۱، (ہامش الہندیۃ)۔

35 الخانیۃ، کتاب النکاح، فصل فی تکرار المہر، ج۱، ص۳۹۲، (ہامش الہندیۃ)۔

فتاویٰ قاضی کا اردو ترجمہ:

الحمد للہ دنیائے اہلسنت کے لیے ایک خوش خبری یہ ہے کہ سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت کے ایک عظیم محُسن، محقق، مترجم، قلم کار اور مدرس قبلہ علامہ مولانا مفتی شیخ الحدیث محمد صدیق ہزاروی صاحب دام ظلہ مکتبۂ اعلیٰ حضرت لاہور، (پاکستان) کے تحت "فتاویٰ قاضی خان" کا اردو ترجمہ کر چکے ہیں۔ یقیناً یہ دنیائے اہلسنت پر اُن کا ایک اور عظیم احسان ہے۔ زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر یہ گراں قدر ترجمہ عنقریب دستیاب ہو گا۔

تحدیثِ نعمت:

راقم الحروف قبلہ مفتی محمد صدیق ہزاروی صاحب زید مجدہ کی خدمت میں امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے یہ عربی حواشی ارسال کر چکا ہے، مفتی صاحب زید مجدہ ان شاء اللہ جہاں ضرورت محسوس کریں گے ان کا بھی اردو ترجمہ شامل کر لیں گے۔

فتاویٰ قاضی خان کے مختلف نام:

یہ فتاویٰ مشہور تو اسی "فتاویٰ قاضی خان" کے نام سے ہے، تاہم علماءِ احناف اسے کبھی کبھار مندرجہ ذیل ناموں سے بھی ذکر کرتے ہیں:

۱۔ الفتاویٰ الخانیۃ۔

۲۔ الخانیۃ

اور ۳۔ الخاقانیۃ۔ مؤخر الذکر نام شاید کم ہی سُننے کو ملا ہو، تاہم علماء نے اپنی کُتب میں اس نام کو بھی "فتاویٰ قاضی خان" کا ایک نام یا "امام قاضی خان کی ایک تصنیف" کا نام شمار کیا ہے۔

چنانچہ اس کے بارے میں امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المتعلقة بكتب الفقه" میں زیرِ عنوان "الفوائد المتعلقة بأسماء الرجال والكتب" لکھتے ہیں[36]:

"الخاقانية هي الخانية، يعلم من صـ٢١٤ وصـ١٥٨ من الحلبة".

یعنی: خاقانیہ، یہ فتاویٰ خانیہ کا ہی نام ہے، جیسا کہ حلبۃ المجلی کے ص۲۱۴ اور ص۱۵۸ سے معلوم ہوتا ہے۔

اسی میں ایک مقام پر "غنیۃ المتملی" سے نقل کرتے ہیں:

"الخاقانية لقاضي خان. غنية صـ٤٣٨".

یعنی: خاقانیہ، امام فقیہ النفس قاضی خان کی تصنیف ہے۔

فتاویٰ قاضی خان پر امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی:

فتاویٰ قاضی خان پر امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے عربی میں تین سو چھیاسٹھ (۳۶۶) مقامات پر تعلیقات وحواشی قلم بند کیے ہیں، الحمد للہ راقم الحروف نے یہ نایاب حواشی، چھ سال قبل بحث وتحقیق کے ساتھ تبییض کر لیے تھے، تاہم طباعت نہ ہونے کی وجہ سے منصۂ شہود پر نہ آسکے۔ اب کرم الٰہی سے "سوادِ اعظم مسلکِ حق اہلسنت وجماعت" کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ فتاویٰ قاضی خان پر موجود یہ عربی حواشی "مخطوط" اور "فتاویٰ رضویہ" میں ہیں، جبکہ اردو میں فتاویٰ قاضی خان پر موجود اِفادات وحواشی اِن کے علاوہ ہیں، جو جگہ بہ جگہ فتاویٰ رضویہ میں بکھرے ہوئے ہیں۔

---

36 الفوائد المتعلقۃ بکتب الفقہ، مرتبہ قاضی عبد الرحیم بستوی رحمۃ اللہ علیہ، ص۶۵، (قلمی)۔

حواشی کا ثبوت:

امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاس موجود قاضی خان کے چاروں نسخوں پر حواشی تحریر فرمائے تھے۔ یہ حواشی وتعلیقات دورانِ مطالعہ لکھے گئے ہیں، باقاعدہ اہتمام کے ساتھ نہیں۔ چنانچہ اپنے مشہورِ زمانہ رد المحتار پر حواشی بنام "جد الممتار" میں فتاویٰ قاضی خان کی عبارت نقل کرنے کے بعد رقم طراز ہوتے ہیں: "**وانظر ما کتبنا علیه**"[37]، یعنی: ہم نے جو عبارت پر حاشیہ لکھا ہے، اُس کی طرف رجوع کرو۔

نیز امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے ان حواشی کا ذکر اپنے مایہ ناز فتاویٰ معروف بہ "فتاویٰ رضویہ" میں بھی کیا ہے، ملاحظہ ہو ج۶، ص ۱۱۲۔

اسی طرح علامہ عبد المبین نعمانی نے "تصانیف امام احمد رضا خان" میں کُتبِ فقہ کے تحت فتاویٰ قاضی خان کے حواشی کو نمبر ۳۵ پر ذکر کیا ہے[38]۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور فتاویٰ قاضی خان کے نسخے:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خانیہ کے چار نسخے تھے، ان کا ذکر "جد الممتار" میں اور اپنے فتاویٰ میں ایک مسئلہ کے ضمن میں کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"فقیر کے پاس خانیہ کے چار ۴ نسخے ہیں: ایک مطبع العلوم کا مطبوعہ ۱۲۷۲ھ ہجریہ اس کی جلد اول نہیں۔ دوسرا مطبوعہ کلکتہ ۱۸۳۵ء جسے چوراسی ۸۴ برس ہوئے۔

---

37 جد الممتار علی رد المحتار، ج۳، ص۱۶۷، مقولہ نمبر: (۹۹۵)، المدینۃ العلمیۃ، کراچی۔

38 عبد المبین نعمانی، تصانیف امام احمد رضا خان، رضا اکیڈمی، ۲۶ر کامبیکر اسٹریٹ ممبئی، طبع اول ۲۰۰۴ء، ص ۲۲۔

تیسرا مطبوعہ مصر ۱۳۱۰ھ کہ ہامش ہندیہ پر ہے۔ چوتھا مطبع مصطفائی ۱۳۱۰ھ جس کے ہامش پر سراجیہ ہے۔ عجب کہ ان سب میں "ومعه ماء قدر مايتوضأبه" کے بعد الفاظ حکم ساقط ہیں، اس کے بعد "لانه لمامر" تعلیل ہے عجب نہیں کہ مصری و مصطفائی دونوں نسخے اسی نسخۂ کلکتہ سے نقل ہوئے ہوں جس میں عبارت چھُوٹ گئی اگرچہ خود فحوائے عبارت نیز ملاحظۂ ارشاد امام محمد کتاب الاصل سے کہ بعونہٖ تعالیٰ افادات میں آتا ہے الفاظ ساقطہ ظاہر تھے کہ "فانه يتيمم ولا يتوضأ به" ہوں گے کاتب کی نظر ایک "لا يتوضأبه" سے دوسرے کی طرف منتقل ہو گئی، بحمدہ تعالیٰ نسخ قدیمہ سے اس کی تصدیق ہو گئی۔

چند سال ہوئے فقیر کے پاس ایک پُرانا قلمی نسخہ لکھنؤ سے آیا تھا اس میں بعینہ عبارت یونہی تھی جس طرح فقیر نے خیال کی: "ومعه من الماء قدر مايتوضأبه فانه يتيمم ولا يتوضأبه لانه لمامر۔۔۔الخ" اس کے بعد ولد عزیز ذو العلم والتمیز فاضل بہار مولوی محمد ظفر الدین وفقه الله تعالىٰ لحماية الدين ونكاية المفسدين وجعله كاسمه ظفر الدين نے اپنے زمانۂ مدرسی مدرسہ شمس الہدیٰ بانکی پور میں عظیم آباد کے مشہور کتب خانہ خدا بخش خان سے ایک بہت قدیم قلمی نسخہ مکتوبہ ۹۰۰ھ ہجریہ سے جسے لکھے ہوئے ۴۳۵ برس ہوئے یہ مسئلہ نقل کر کے بھیجا اس میں بھی یہی صحیح عبارت ہے: "ومعه من الماء قدر مايتوضأبه فانه يتيمم ولا يتوضأبه لانه لمامر۔۔۔الخ"۔

دوسری نقل ایک نسخہ مکتوبہ ۹۲۷ھ سے بھیجی جسے ۴۰۸ برس ہُوئے اُس میں یوں ہے: "ومعه ماء قدر مايتوضأبه فانه يتيمم لانه لمامر۔۔۔الخ" اس کا بھی

حاصل وہی ہے، کما لا یخفی. غفر لہ[39]۔

اِظہارِ تشکر:

میں اُن تمام اربابِ علم وفضل کا شکر گزار ہوں، جنہوں نے اس سفرِ تحقیق میں کسی بھی صورت میں رہنمائی فراہم کی، تعاون کیا اور اپنی علمی آراء سے نوازا۔ خصوصاً مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں، جن کی حوصلہ افزائی نے بڑا سہارا دیا ورنہ قریب تھا کہ راقم تھک ہار کر گوشۂ تنہائی میں چلا جاتا۔ مکرمی قبلہ پیرِ طریقت سید وجاہت رسول صاحب قادری تاباںؔ حفظہ اللہ اور پیرِ طریقت پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب حفظہ اللہ کا بھی اِحسان مند ہوں، جن کے سایۂ عاطفت میں یہ کاوش منصۂ شہود پر آئی۔ سید صاحب نے عدیم الفرصتی کے باوجود تبصرہ لکھا، جبکہ پروفیسر صاحب نے مختصر وجامع "اِظہار خیال" تحریر فرمایا، ان دونوں تحریروں نے میرے تحقیقی کام کے حُسن میں اِضافہ کیا ہے۔

اسی طرح مفتی ابو محمد اعجاز احمد صاحب حفظہ اللہ کا شکریہ ادا کرنا بھی نہایت ضروری ہے، جن کے تعاون سے حیاتِ فقیہ النفس میں چند اہم گوشوں کا اِضافہ ممکن ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی شایانِ شان دو جہانوں میں اپنے قربِ خاص سے وافر حصہ عطا فرمائے اور سوادِ اعظم کے تمام علم دوست احباب کا سایہ تادیر قائم ودائم رکھے، آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العلمين.

وصلى الله على سيدنا محمد خاتم النبيين

وعلى آله وصحبه أجمعين.

---

39 فتاویٰ رضویہ، ج۴، ص۲۱۵۔

اَلتَّعلِيقَاتُ الرَّضَوِيَّةُ
عَلَى
فَتَاوَى قَاضِيْ خَان

للإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري (ت ١٣٤٠ هـ)

للإمام فقيه النفس أبي المحاسن

حسن بن منصور الفقيه الحنفي المعروف بقاضي خان (ت ٥٩٢ هـ)

حقّق وضبط وعلّق عليها

د. حامد علي العليمي

ترجمه الإمام فقيه النفس قاضي خان رحمه الله تعالى في نظر

هو أبو المحاسن حسن بن منصور بن شمس الدين أبي القاسم محمود بن عبد العزيز، فخر الدين المعروف بـ"قاضي خان" الأوزجندي الفرغاني، فقيه حنفي من كبارهم. والأوزجندي نسبة إلى أوزجند بنواحي أصبهان، قرب فرغانة.

من تصانيفه: الفتاوي أربعة أجزاء والأمالي والواقعات والمحاضر وشرح الزيادات وشرح الجامع الصغير وشرح الجامع الكبير وشرح أدب القضاء للخصاف وشرح منظومة في الخلاف لأبي حفص النسفي ومنتخب الزيادات وكلّها في الفقه وآداب الفضلاء في اللغة وغير ذلك.

فتاوى قاضيخان: وهي مشهورة مقبولة معمول بها متداولة بين أيدي العلماء والفقهاء وكانت هي نصب عين من تصدّر للحكم والإفتاء. قيل: افتتح بإملائه يوم الأربعاء وقت الظهر العاشر من محرم سنة ٥٧٨، سنة ثمان وسبعين وخمسمائة.

مكانته: ما يصحّحه قاضي خان مقدّم على ما يصحّحه غيره؛ لأنّه فقيه النفس. قال العلامة خير الدين الرملي: عليك بما في الخانية؛ فإنّ قاضي خان أهل التصحيح الترجيح اهـ.

وفاته: توفّي في منتصف رمضان سنة ٥٩٢ هـ، أسكنه الله تعالى دارَ الجنان.

ترجمة الإمام أحمد رضا الحنفي الهندي في رحمه الله تعالى في نظر

هو شيخ الإسلام والمسلمين العالم المتبحّر أحمد رضا بن الإمام نقي علي بن الإمام رضا علي الهندي الحنفي، محدّث مفسر فقيه مجدّد زمانه. وُلِد عاشرَ شوّال المكرّم سنة ١٢٧٢هـ ببلدة "بريلي" بالهند.

من تصانيفه: العطايا النبوية في الفتاوي الرضوية ثلاثين مجلداً ضخاماً، وجدّ الممتار على ردّ الممتار خمس مجلدات، والدولة المكّية بالمادة الغيبية، وأجلى الإعلام أنّ الفتوى مطلقاً على قول الإمام، وحسام الحرمين على منحر الكفر والمين، والفضل الموهبي في معنى إذا صحّ الحديثُ فهو مذهبي، والمتعمد المستند بناء نجاة الأبد، والحواشي على الفتاوى الهندية والبزازية وغنية المتملي وحلبة المجلي وغمز عيون البصائر وغيرها.

ثناء علماء مكة: لقد أثنى عليه علماء مكة المكرمة وقالوا في حقّه: إنّه "عمدة العلماء الأفاضل، قدوة الفقهاء الأماثل، شيخ المحدّثين على الإطلاق، الأستاذ البارع، مجمع الفضائل منبع الفواضل" وغيرها من الكلمات الحسنة. وانظر للتفصيل الإجازات المتينة لعلماء بكّة والمدينة.

وفاته: توفي يوم الجمعة في سنة ٢٥ صفر المظفر ١٣٤٠هـ ببَرِيلي ودفن بِها. تغمّده الله تعالى في رحمته.

﴿ كتاب الطهارة ﴾

١. فصل في الطهارة بالماء

٢. فصل في الماء الراكد

٣. فصل في البئر

٤. فصل فيما يقع في البئر

٥. فصل في الماء المستعمل

٦. فصل فيما لا يجوز به التوضؤ

٧. فصل في الآسار

٨. فصل في النجاسة التي تصيب الثوب أو الخفّ أو البدن أو الأرض

٩. فصل في النوم

١٠. فصل فيما يوجب الغسل

١١. فصل في المسح على الخفّين

١٢. فصل في صورة التيمم

١٣. فصل فيما يجوز له التيمّم

١٤. فصل فيما يجوز به التيمم

١٥. فصل في المسجد

فصل في الطهارة بالماء

[١] **قوله**: (لا يجوز إلاّ في موضع دخول الماء وخروجه)[١]:

لأنّ الدخول والخروج جعله كالجاري.

[٢] **قوله**: (ولا يخرج إلاّ بعد زمان)[٢]:

وقال بعضهم: بمجرّد ما خرج من الطرف الآخر يطهر، ثُمّ قيل: إنّ الخارج أيضاً طاهر حتى لو رفعه إنسان وتوضّأ به جاز والتفصيل في ردّ المحتار[٣].

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

[٣] **قوله**: (والأصحّ أنّ التقدير غير لازم... إلخ)[٤]:

أقول: هو خلاف ما عليه الفتوى، قال في الدرّ[٥]: (وألحقوا

---

(١) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في الطهارة بالماء، ١/ ٤، (هامش الهندية).

(٢) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في الطهارة بالماء، ١/ ٤، (هامش الهندية).

(٣) ردّ المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: يطهر الحوض بمجرّد الجريان، ١/ ٣٨٠-٣٨١، تحت قول الدرّ: بمجرّد جريانه.

(٤) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في الطهارة بالماء، ١/ ٤، (هامش الهندية).

(٥) الدرّ، كتاب الطهارة، باب المياه، ١/ ٣٧٤-٣٧٥.

بالجاري حوض الحمام لو الماء نازلاً والغرف متدارك كحوض صغير يدخله الماء من جانب ويخرج من آخر يجوز التوضؤ من كلّ الجوانب مطلقاً به يفتَى) اهـ. أي: سواء كان أربعاً في أربع أو أكثر، اهـ، ش[6]. وعليه الفتوى من غير تفصيل، هندية[7] عن صدر الشريعة والمجتبَى والدراية[8].

فصل في الماء الراكد

[٤] **قوله:** (بالجمد لا وإن خرج الماء)[9]: لأنّه يمنع الانتقال.

[٥] **قوله:** (كبير فيه مشرعة توضأ إنسان في المشرعة)[10]:

المشرعة مورد الشاربة. **والحاصل:** أنّ هذا الحوض مسقف وفيه طاقات لأخذ الماء منه، فإن كان الماء متصلاً بالألواح التي

---

(٦) ردّ المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: لو دخل الماء من أعلى الحوض وخرج من أسفله فليس بجار، ١/ ٣٧٤، تحت قول الدرّ: مطلقاً.

(٧) الهندية، كتاب الطهارة، الباب الثالث، الفصل الأوّل فيما يجوز به التوضؤ، ١/ ١٧.

(٨) الفتاوى الرضوية، كتاب الطهارة، باب المياه، ٢/ ٢١١-٢١٢.

(٩) الخانية، كتاب الطهارة، فصل الماء الراكد، ١/ ٥، (هامش الهندية).

(١٠) المرجع السابق، صـ٦.

سقف بها هذا الحوض لا يضطرب بالاستعمال لا يجوز التوضؤ منه؛ لأنّ كلّ مشرعة منه حينئذ كحوض صغير، وإن كان الماء دون الألواح يجوز؛ لأنّه حوض واحد لاضطرابه باستعمال المستعمل منه اهـ. منحة الخالق، صـ٨٣[11].

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- **في الفتاوى الرضوية]**

[٦] **قوله:** (وراثت الدواب فيه... إلخ)[12]:

زاد في الخلاصة[13] والفتح والذخيرة: (والناس)[14].

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- **في الفتاوى الرضوية]**

[٧] **قوله:** (ما لم يظهر فيه أثر النجاسة)[15]: قال في الذخيرة: (لأنّ الماء صار كثيراً قبل أن يتنجّس فلا يتنجّس بعد ذلك لاتصال النجاسة به)، اهـ[16].

---

(١١) منحة الخالق، كتاب الطهارة، ١/ ١٤٢، (هامش البحر الرائق).

(١٢) الخانية، كتاب الطهارة، فصل الماء الراكد، ١/ ٦، (هامش الهندية).

(١٣) الخلاصة، كتاب الطهارات، الفصل الأوّل، ١/ ٥.

(١٤) الفتاوى الرضوية، كتاب الطهارة، باب المياه، ٢/ ٣٧١.

(١٥) الخانية، كتاب الطهارة، فصل الماء الراكد، ١/ ٦، (هامش الهندية).

(١٦) الفتاوى الرضوية، كتاب الطهارة، باب المياه، ٢/ ٣٧٢.

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

[٨] **قوله:** (لو بسط يكون عشراً في عشر)(١٧):

قلتُ: وهو المختار، درر عن عيون المذاهب والظهيرية، وصحّحه في المحيط والاختيار وغيرهما. واختار في الفتح القول الآخرَ وصحّحه تلميذُه الشيخ قاسم؛ لأنّ مدارَ الكثرة على عدم خلوص النجاسة إلى الجانب الآخر، ولا شكّ في غلبة الخلوص من جهة العرض اهـ ش(١٨).

أقول: هذا غير مسلم؛ إذ لو كان عليه المدار لما جاز الوضوء في الماء الكثير من الجانب الذي فيه النجاسة، وليس كذلك فعلم أنّ المدار هو المقدار أعنِي: المساحة فلا حاجة إلى العرض، وقد قال المحقق نفسه(١٩): قالوا في غير المرئية: يتوضؤ من جانب الوقوع، وفي المرئية لا. وعن أبي يوسف أنّه كالجاري لا يتنجس إلاّ بالتغير وهو الذي ينبغي تصحيحه؛ لأنّ الدليل إنما يقتضي عند الكثرة عدم التنجس إلاّ بالتغير

---

(١٧) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في الماء الراكد، ١/ ٧، (هامش الهندية).

(١٨) ردّ المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: لو دخل الماء من أعلى الحوض وخرج من أسفله فليس بجار، ١/ ٣٧٩، تحت قول الدرّ: جاز تيسيراً.

(١٩) الفتح، كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به التوضؤ وما لا يجوز، ١/ ٧٢.

من غير فصل، وهو أيضاً الحكم المجمع عليه على ما قدّمناه من نقل شيخ الإسلام، ويوافقه ما في المبتغى: قوم يتوضئون صفاً على شط النهر جاز، فكذا في الحوض؛ لأنّ ماء الحوض في حكم ماء جار اهـ(٢٠).

[٩] **قوله:** (في الحوض الكبير)(٢١):

أقول: وكذا الصغير فالقيد اتفاقي.

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- **في الفتاوى الرضوية]**

أقول: وكذا الصغير، وإنّما قيد بالكبير لأجل في معناه أنّ الكبير إذا تغيّر أحد أوصافه بنجس ينجس فالحوض الكبير المنتن قد يتوقاه الموسوس توهماً أنّ نتنه بالنجس فأفاد أنّه وهم لا يعتبر(٢٢).

فصل في البئر

[١٠] **قوله:** (وأعمق مقدار)(٢٣): أي: حفر من حيطانها قدر ما كان يصل إليه أثر الماء النجس وبقي ما لَم يصل إليه.

---

(٢٠) الفتاوى الرضوية، كتاب الطهارة، باب المياه، ٢/ ٢٠٤-٢٠٥.

(٢١) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في الماء الراكد، ١/ ٧، (هامش الهندية).

(٢٢) الفتاوى الرضوية، كتاب الطهارة، باب المياه، ٢/ ٤٧٧.

(٢٣) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ١/ ٨، (هامش الهندية).

فصل فيما يقع في البئر

[١١] **قوله:** (من الثانية جميع الماء)(٢٤): لأنّ الإجزاء بدلاء ثبت بالنصّ معدولاً عن القياس والنصّ في الحيوان وأنّ الماء المنجس به. لكن يرد عليه ما يأتي(٢٥) بعد أسطر في فأرة ماتت في حُبّ [وفرعين] في الصفحة القابلة(٢٦)، وانظر ما في البحر.

فصل في الماء المستعمل

[١٢] **قوله:** (أكثر من قدر الدرهم)(٢٧): لا؛ لأنّ الماء يفرق فيه بين القليل والكثير بل لأنّ في القليل ضرورة فيعفى كبعرة أو بعرتين.

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

[١٣] **قوله:** (لا يجوز ويصير الماء مستعملاً)(٢٨):

---

(٢٤) الخانية، كتاب الطهارة، فصل فيما يقع في البئر، ١/ ١٢، (هامش الهندية).

(٢٥) انظر المرجع السابق، صـ١٣، ما نصه: (فأرة ماتت في حبّ... إلخ).

(٢٦) انظر المرجع السابق.

(٢٧) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في الماء المستعمل، ١/ ١٥، (هامش الهندية).

(٢٨) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في الماء المستعمل، ١/ ١٥، (هامش الهندية).

وقد قدّم قول أبي يوسف رحمه الله تعالى فكان هو الأظهر الأشهر كما أفاد في خطبته فكان هو المعتمد كما في ط وش، بل صححوا أنّ محمّداً فيه مع أبي يوسف رحمهما الله تعالى فلا خلاف[29].

فصل فيما لا يجوز به التوضؤ

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

[١٥] **قوله**: (التوضؤ بماء الزعفران وزردج العصفر يجوز إن كان رقيقاً والماء غالب)[30]: **أقول**: والحاصل واحد فكأنّه أضيف إليه بالعطف عليه تعليلاً له[31].

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

[١٦] **قوله**: (فإن غلبته الحمرة وصار متماسكاً... إلخ)[32]:

فأقول: أوّله صريح في اعتبار الرقّة وفي آخره وإن ذكر الحمرة فقد تداركه بقوله: وصار متماسكاً، فلم يكتف بغلبة اللون

(٢٩) الفتاوى الرضوية، كتاب الطهارة، باب المياه، ٢/ ١٠٢.

(٣٠) الخانية، كتاب الطهارة، فصل فيما لا يجوز به التوضؤ، ١/ ١٦-١٧، (هامش الهندية).

(٣١) الفتاوى الرضوية، كتاب الطهارة، باب المياه، ٢/ ٥٥٧.

(٣٢) الخانية، كتاب الطهارة، فصل فيما لا يجوز به التوضؤ، ١/ ١٧، (هامش الهندية).

ما لم يثخن ثم آكده بأن قال متصلاً به: أمّا عند أبي يوسف رحمه الله تعالى تعتبر الغلبة من حيث الأجزاء لا من حيث اللون هو الصحيح اهـ. ومثل هذا ما في الخلاصة[٣٣]: (رجل توضأ بماء الزردج أو العصفر أو الصابون إن كان رقيقاً يستبين الماء منه يجوز به وإن غلبت عليه الحمرة وصار نَشاسِتَج لا يجوز به) اهـ. فصرّح بالبناء على الثخونة وبقي ذكر الحمرة في الكتابين كالمستدرك[٣٤].

فصل في الآسار

[١٧] **قوله:** (لا يفسد الماء والثوب)[٣٥]: تفصيله ما يأتي بعد أسطر.

فصل في النجاسة التي تصيب الثوب أو الخفّ أو البدن أو الأرض

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

[١٨] **قوله:** (يشترط أن تكون الذكاة من أهلها في محلّها إلخ)[٣٦]:

---

(٣٣) الخلاصة، كتاب الطهارات، الفصل الأوّل، ١/ ٨.

(٣٤) الفتاوى الرضوية، كتاب الطهارة، باب المياه، ٢/ ٥٧٩-٥٨٠.

(٣٥) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في الآسار، ١/ ١٨، (هامش الهندية).

(٣٦) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التي تصيب الثوب أو الخفّ أو البدن أو الأرض، ١/ ٢٠، (هامش الهندية).

أقول: فأفاد بحكم المقابلة أنّ الذكاة في القول الأوّل مطلقة ولو غير شرعية والمسألة في اللحم تدلّ على حكم الجلد بالأولى ففيه ترجيحان لعدم اشتراط الشرعية الأوّل ما ذكر من ذكره القول الثاني بقيل، والثاني أنّه قدّم الأوّل وهو إنّما يقدّم الأظهر الأشهر كما نصّ عليه في خطبته فيكون هو المعتمد كما في الطحطاوي والشامي(٣٧).

[١٩] **قوله**: (فزاد على قدر الدرهم أفسده)(٣٨): لأنّه إن كان ماءً فقد نجس.

[٢٠] **قوله**: (فأصاب ثوب إنسان)(٣٩): هذا مبني على القول بنجاسة عينه، وهو قول غير مأخوذ.

[٢١] **قوله**: (جلده وفي ظاهر الرواية)(٤٠):

هذا بناء على قول من قال: إنّ جلده نجس لا شعره.

(٣٧) الفتاوى الرضوية، كتاب الطهارة، باب التيمم، ٣/ ٢٥٨.

(٣٨) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التي تصيب الثوب أو الخفّ أو البدن أو الأرض، ١/ ٢١، (هامش الهندية).

(٣٩) المرجع السابق.

(٤٠) المرجع السابق.

[٢٢] **قوله:** (لأنّ جلدها يحتمل[41] الدباغ)[42]: سقط من هنا كلمة: "لا".

[٢٣] **قوله:** (قد حال محها دماً جازت صلاته)[43]:

لأنّ النجاسة في معدنِها.

[٢٤] **قوله:** (البيضة الرطبة)[44]: برطوبة الرحم.

[٢٥] **قوله:** (السخلة الرطبة)[45]: برطوبة الفرج.

[٢٦] **قوله:** (قول أبي حنيفة رحمه الله)[46]: من أنّ رطوبة الفرج طاهرة.

[٢٧] **قوله:** (أو لم يغسل)[47]: لأنّه جيفة لا يطهر بالغسل.

---

(٤١) في النسخة التي بين أيدينا "لا يحتمل"، وكلمة "لا"سقطت نسخة المحشي.

(٤٢) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة..إلخ، ١/ ٢١، (هامش الهندية).

(٤٣) المرجع السابق.

(٤٤) المرجع السابق.

(٤٥) المرجع السابق.

(٤٦) المرجع السابق.

(٤٧) المرجع السابق.

[٢٨] **قوله:** (ولم يغسل فكذلك)[٤٨]: بنجاسته بالموت.

[٢٩] **قوله:** (صلاتُها والمستحبّ)[٤٩]: لطهارة بالغسل.

[٣٠] **قوله:** وعلى قول أبي يوسف نجس[٥٠]: بناء على القول بنجاسة عينه وإلاّ فهو طاهر مطلقاً.

[٣١] **قوله:** (لا يفسد ولو صلّى)[٥١]: لأنّ اليبس دباغ.

[٣٢] **قوله:** (روايتان)[٥٢]: الأصحّ لا؛ لأنّ الساقط لا يعود.

[٣٣] **قوله:** (وكذا لو أصلح المثانة)[٥٣]:أي: من غير المذبوحة وكذا يقال في الكرش، أمّا من المذبوحة فقد طهر كلّ شيء كما أفاده في الحلبة وإن كره الأكل.

---

(٤٨) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التي تصيب الثوب أو الخفّ أو البدن أو الأرض، ١/ ٢١، (هامش الهندية).

(٤٩) المرجع السابق.

(٥٠) المرجع السابق، صـ٢٢.

(٥١) المرجع السابق.، صـ٢٣.

(٥٢) المرجع السابق.

(٥٣) المرجع السابق، صـ٢٥.

[٣٤] **قوله:** (من جميع ذلك إلاّ بالغسل)[٥٤]: وذلك لأنّ المنِيَّ يلتزق بالبدن فلا ينفصل بالفرك، والصحيح: أن لا فرق.

[٣٥] **قوله:** (لا تجوز؛ لأنّه لا يرضى)[٥٥]:

تجوز حيث تجوز ولا حيث لا.

فصل في النوم

[٣٦] **قوله:** (فصلي مضطجعاً فنام فيها)[٥٦]: أي: كان يصلّي مضطجعاً فتعمّد النوم؛ فإنّه تنقض طهارته وتفسد صلاته، وإنّما قيّدتُ بهذا لأنّ من تعمّد الاضطجاع للنوم في الصلاة فسدت صلاتُه بهذا التعمّد لا بالنوم.

[٣٧] **قوله:** (ولو نام ساجداً في الصلاة)[٥٧]: من دون تعمّد.

[٣٨] **قوله:** (لا يكون حدثاً)[٥٨]: ولا تفسد صلاتُه.

---

(٥٤) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة...إلخ، ١/ ٢٥، (هامش الهندية).

(٥٥) المرجع السابق، صـ٣٠.

(٥٦) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في النوم، ١/ ٤١، (هامش الهندية).

(٥٧) المرجع السابق.

(٥٨) المرجع السابق.

[٣٩] **قوله:** (لا تنتقض طهارته في قولهم)[٥٩]: وتفسد صلاتُه.

فصل فيما يوجب الغسل

[٤٠] **قوله:** (فيما دون الفرج)[٦٠]:

يريد من دون مواراة الحشفة.

[٤١] **قوله:** (أو احتلم فاستيقظ)[٦١]:

وإن أدخل بعضها في الفرج.

[٤٢] **قوله:** (كما أرشد إليه)[٦٢]:

حضرة المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلّم.

فصل في المسح على الخفّين

[٤٣] **قوله:** (إلى غسل الرجلين)[٦٣]: وهو لا يقدر عليه.

أقول: لكن يقدر على التيمم، فراجع.

---

(٥٩) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في النوم، ١/ ٤١، (هامش الهندية).

(٦٠) الخانية، كتاب الطهارة، فصل فيما يوجب الغسل، ١/ ٤٤، (هامش الهندية).

(٦١) المرجع السابق.

(٦٢) لم نعثر على هذه المقولة في الكتاب.

(٦٣) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في المسح على الخفّين، ١/ ٥٠، (هامش الهندية).

فصل في صورة التيمم

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

[٤٤] **قوله:** (جاز في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى)[٦٤]:

أي: ومحمّد خلافاً لأبي يوسف رحمهما الله تعالى؛ فإنّه لا يجيز التيمم بالغبار مع القدرة على الصعيد[٦٥].

فصل فيما يجوز له التيمّم

[٤٥] **قوله:** (وصلى جاز وإن سأله بعد ذلك)[٦٦]: مقيّد بما مرّ آنفاً أنّه إن ظنّ العطاء وجب السؤال ولَم يجز التيمم.

[٤٦] **قوله:** (ذكر في بعض الروايات)[٦٧]: بها جزم آخر الصفحة القابلة[٦٨] وحكى خلافها بـ"قيل".

---

(٦٤) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في صورة التيمم، ١/ ٥٣، (هامش الهندية).

(٦٥) الفتاوى الرضوية، كتاب الطهارة، باب التيمم، ٣/ ٣٤٢.

(٦٦) الخانية، كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز له التيمم، ١/ ٥٥، (هامش الهندية).

(٦٧) الخانية، كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز له التيمم، ١/ ٥٦، (هامش الهندية).

(٦٨) انظر المرجع السابق، صـ٦٠، ما نصّه: (المتيمّم إذا مرّ بالماء وهو نائم... إلخ).

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

[٤٧] **قوله:** (لو كان الماء بين الأب والابن فالأب أولى به؛ لأنّ له حقّ تملك مال الابن)[٦٩]: ومثله عنها في خزانة المفتين والهندية[٧٠] والأشباه في الثالث قول في الدين.

أقول: ولا يختصّ بالشركة بل لو كان كلّه ملك ولده فالحكم كذلك إذا أراد الأب، بدليل الدليل. وزدتُ أن يريد الأب التطهرّ به؛ لأنّ له أن يتركه لابنه ويتيمم فحينئذ لا عجز بالولد بل لو كان ملك الابن فما لم يظهر الأب إرادته لا يثبت عجز الابن حتى لو كان متيماً قبله انتقض؛، فإن أخذه الأب أعاد تيممه[٧١].

[٤٨] **قوله:** (لا تفيد الملك وإن اتصل بها القبض)[٧٢]: وهو ظاهر الرواية وعليه الاعتماد وإن أفتَى المفتون.

---

(٦٩) الخانية، كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز له التيمم، ١/ ٥٦-٥٧، (هامش الهندية).

(٧٠) الهندية، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث في المتفرقات، ١/ ٣٠.

(٧١) الفتاوى الرضوية، كتاب الطهارة، باب التيمم، ٣/ ٥٢٩-٥٣٠.

(٧٢) الخانية، كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز له التيمم، ١/ ٥٧، (هامش الهندية).

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

[٤٩] **قوله:** (فالأصل عند أبي حنيفة رحمه الله أنّ في.. إلخ)[٧٣]:

أقول: والجملة الثانية محلّ الاستثناء من الأولى؛ لأنّ الكلام في ماء مملوك، والله تعالى أعلم[٧٤].

[٥٠] **قوله:** (في الأعضاء)[٧٥]: أي: في نفس كلّ عضو.

[٥١] **قوله:** (فإنّه يغسل به أعضاء وضوئه)[٧٦]: لانتقاض طهارة أعضاء الوضوء بالقهقهة وإن كان في ضمن الغسل.

[٥٢] **قوله:** (لا تنقض طهارة الغسل)[٧٧]: أي: لا تعود الجنابة.

[٥٣] **قوله:** (ويلزمه الوضوء)[٧٨]: أي: فيبقى الوضوء الذي في ضمن الغسل.

---

(٧٣) الخانية، كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز له التيمم، ١/ ٥٧، (هامش الهندية).

(٧٤) الفتاوى الرضوية، كتاب الطهارة، باب التيمم، ٣/ ٤٥٥.

(٧٥) الخانية، كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز له التيمم، ١/ ٥٨، (هامش الهندية).

(٧٦) الخانية، كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز له التيمم، ١/ ٦١، (هامش الهندية).

(٧٧) المرجع السابق.

(٧٨) المرجع السابق.

[٥٤] **قوله:** (من أعضاء الوضوء أيضاً)[٧٩]: أي: ما قاله بعض الناس مروي عن أبي يوسف.

فصل فيما يجوز به التيمم

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

[٥٥] **قوله:** (يجوز التيمم بالمغرة والكحل والطين الأحمر)[٨٠]:

وفي الخلاصة[٨١]: (يجوز بالطين الأحمر والأصفر والمغرة) اهـ. ومثله في غيرهما، أمّا قول القاموس: (المغرة طين أحمر).

فأقول: لم يقل: الطين الأحمر، وهم إذا عرّفوا أنكروا وإذا نكّروا عرفوا[٨٢].

[٥٦] **قوله:** (وإلاّ فلا)[٨٣]:

الأرض إذا احترقت فتيمّم بذلك التراب، الأصحّ: أنّه يجوز،

(٧٩) الخانية، كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز له التيمم، ١/ ٦١، (هامش الهندية).

(٨٠) المرجع السابق، ملتقطاً.

(٨١) الخلاصة، كتاب الطهارة، ما يجوز به التيمّم، ١/ ٣٥.

(٨٢) الفتاوى الرضوية، كتاب الطهارة، باب التيمم، ٣/ ٦٣٠.

(٨٣) الخانية، كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز به التيمّم، ١/ ٦٢، (هامش الهندية).

هكذا في الظهيرية، هندية[84]، وراجع الحلبة.

[٥٧] **قوله:** (وكذا التراب)[85]:

يعني: بالتراب كما جزم به في المنية.

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

[٥٨] **قوله:** (ثُمّ مرّ بماء وعلم به)[86]:

أقول: والمراد القدرةُ؛ فإنّ العلمَ لا يستلزم القدرةَ والقدرةُ تستلزم العلمَ[87].

[٥٩] **قوله:** (ما يتوضأ به)[88]: هكذا هو بالنسخ الثلاث، وفيه سقط فقد سقط الحكم.

[٦٠] **قوله:** (يتوضأ به لأنّه لما مرّ بماء يكفي للاغتسال)[89]:

---

(٨٤) الهندية، كتاب الطهارة، الباب الرابع،الفصل الأوّل، ١/ ٢٧.

(٨٥) الخانية، كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز به التيمّم، ١/ ٦٢، (هامش الهندية).

(٨٦) المرجع السابق.

(٨٧) الفتاوى الرضوية، كتاب الطهارة، باب التيمم، ٤/ ٢٦٨.

(٨٨) المرجع السابق.

(٨٩) المرجع السابق.

وكذا هو بالنسخ الثلاث وفيه سقط؛ إذ لَم يذكر الحكم ولعلّه "لا يتوضأ به" أو نحوه، قد ذكر هذا الفرع في الخلاصة، صـ٢٣[٩٠]، وليس فيها: "أحدث أو لَم يحدث"، وزاد فيها مسألة لبس الخفّ. وذكره في خزانة المفتين، صـ١٣ برمز "ن"، واقتصر على الصورة الأولى إلى قوله: (ومعه ماء يكفي للوضوء فإنّه يتوضأ به)، ولَم يذكر ما بعده مما سقط فيه الحكم. الحمد لله ثُمّ أرسل المولى سبحانه وتعالى عبده نسخة قديمة بالخط من "لكهنؤ" وفيه: (وقد أحدث أو لَم يحدث ومعه ماء قدر ما يتوضأ به فإنّه تيمّم ولا يتوضأ به؛ لأنّه لَمّا مر بماء... إلخ) ثُمّ أرسل إليّ المولوي ظفر الدين سلّمه نقل العبارة من نسختين في خزينة الكتب الشهيرة لـ:خدا بخش خان في "عظيم آبادى" إحداهما كتابة سنة ٩٠٠، والأخرى سنة ٩٢٧، في الأولى: (ومعه ماء قدر ما يتوضأ به تيمّم ولا يتوضأ به؛ لأنّه لَمّا مرّ بماء... إلخ) وفي الأخرى: (ومعه ماء قدر ما يتوضأ به، فإنّه تيمّم؛ لأنّه لَمّا مر... إلخ).

(٩٠) الخلاصة، كتاب الطهارات، باب التيمم، الجزء الأوّل، ١/ ٢٣.

[٦١] **قوله**: (الثوب النجس)[٩١]:

قلتُ: يعني: إذا لَم يزد على رُبع الثوب.

[٦٢] **قوله**: [جاز][٩٢]: لأنّه غير قادر على إزالته.

[٦٣] **قوله**: (ويكون مسيئاً فيما فعل)[٩٣]:

لأنّ عدم القدرة جاء من قِبله فكان الواجب عليه صرفه إلى الثوب فأثم بالوضوء وأساء.

فصل في المسجد

[٦٥] **قوله**: (لا يصلي)[٩٤]: هكذا هو في طابع "كلكته" ولعلّ صواب العبارة: (ولا يصلي في مسجد حيه) عطف على (صلّى) أي: يصلّي في الجامع لكثرة جمعه ولا يصلّي في مسجد حيه لقلّته فيه وحكمه فإنّه يصلّي في مسجد منزله وإن كان قومه أقلّ بدليل أنّ

---

(٩١) الخانية، كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز به التيمّم، ١/ ٦٣، (هامش الهندية).

(٩٢) المرجع السابق.

(٩٣) المرجع السابق.

(٩٤) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في المسجد، ١/ ٦٧، (هامش الهندية).

لمسجد منزله حقّاً عليه، "فإن" وصلية، ثُمّ ابتدأ مسألة فقال: (وإن لم يكن في مسجد منزله مؤذن... إلخ) فسقط الواو قبل قوله: (لا يصلّي في مسجد حيه) وسقط "إن" من قوله: (وإن لَم يكن في مسجد منزله... إلخ) والله تعالى أعلم. ثُمّ رأيت في ردّ المحتار، صـ٥٧٩[٩٥]، نقل عن الخانيةبلفظ: (وإن لَم يكن لمسجد منزله مؤذن، فإنّه يذهب إليه... إلخ) فثبت ما ذكرناه.

[٦٦] **قوله**: (في مسجد حيه)[٩٦]: هكذا في الطابع المصطفى.

[٦٧] **قوله**: (هذا مسجد جماعة وإن كانوا لا يمنعون الناس عن الصلاة فيه)[٩٧]: بل كمسجد طريق فلا يصلح للاعتكاف ويثبت بقية الأحكام، كذا أفاده في الغنية[٩٨].

---

(٩٥) ردّ المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ٢/ ٣٤٧، تحت قول الدرّ: ولو فاتته ندب طلبها.

(٩٦) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في المسجد، ١/ ٦٧، (هامش الهندية).

(٩٧) الخانية، كتاب الطهارة، فصل في المسجد، ١/ ٦٨، (هامش الهندية).

(٩٨) الغنية، فصل في أحكام المسجد، البحث الثالث، صـ٥٢٩.

﴿ كتاب الصلاة ﴾

باب الأذان

[٦٨] **قوله:** (ما بين الركن اليماني إلى الحجر)[٩٩]:

أقول: هذا جهة الجنوب ولا يصحّ إلاّ لبعض بلاد الهند إلى عرض...[١٠٠][الحہ[١٠١] تقريباً إلاّ أن يُقرأ الحِجر بالكسر وهو الحطيم ويراد بالركن اليماني الجدار اليماني تماماً ويخرج الغايتان فيبقى الجدار الشرقي الذي فيه الباب الكريم أو يقرأ الركن على معناه ويدخل الغايتان ويراد التوزيع أي: قبلة الهند متوزعة بين الجنوب والشرق والشمال وهذا لبعيد بعد قوله: (ثم تعيّن لكلّ قوم منها) أي: من الكعبة (مقام فلأهل الشام الركن الشامي ولأهل المدينة موضع الحطيم والميزاب ولأهل اليمن الركن اليماني ولأهل الهند... إلخ)، فليتأمل والله تعالى أعلم][١٠٢].

---

(٩٩) الخانية، كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٦٩-٧٠، (هامش الهندية).

(١٠٠) في المخطوط الذي بين أيدينا بهذا القدر فقط.

(١٠١) أي: ٢٨ درجة.

(١٠٢) ما بين المعكوفين زدنا من الفتاوى الرضوية، كتاب الصلاة، ٦/ ١١٢.

[٦٩] **قوله**: (ومن العلماء من جوّز الصلاة)[١٠٣]: كأنّه يريد به الإمام مالكاً رحمه الله تعالى؛ فإنّه يقول بسنّة طهارة الثوب في الصلاة دون الوجوب، والله تعالى أعلم.

باب افتتاح الصلاة

[٧٠] **قوله**: (لا بدّ من الذكر باللسان)[١٠٤]:

الصواب: أنّ مراد الشافعي -رحمه الله تعالى- بذلك تكبير التحريمة لا التكلّم بالنية.

[٧١] **قوله**: (وسائر السنن عنه مشايخنا... إلخ)[١٠٥]:

سيأتي عن الإمام القاضي، صـ٢٧٤[١٠٦] تصحيح خلافه، لكن الصحيح عند الجمهور المحقّقين ما هنا.

(١٠٣) الخانية، كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٧١، (هامش الهندية).

(١٠٤) الخانية، كتاب الصلاة، باب افتتاح الصلاة، ١/ ٨١، (هامش الهندية).

(١٠٥) المرجع السابق.

(١٠٦) انظر المرجع السابق، صـ٨٤.

فصل فيمن يصحّ الاقتداء به وفيمن لا يصحّ

[٧٢] **قوله**: (لا تجوز الصلاة خلفهم)[١٠٧]:

أي: لا يصحّ بدليل الاستثناء.

[٧٣] **قوله**: (مقدار الفرجة بين الصفين ذراع)[١٠٨]:

أقول: ظاهر أنّ المراد به بيان الحدّ الأكثر يعني: لا يمنع إذا كان أُسّه مقدار هذه الفرجة، فلأن لا يمنع إذا كان أقلّ منها أولى وقوله: "ذراع أو ذراعان" بيان لأكثر لا يمنع لا بيان لمقدار الفرجة، فإنّ الفرجة بين صفّين لا يمكن أن يكون ذراعاً وحينئذ لا حاجة إلى ما تكلّف لإصلاحه العلامة الطحطاوي في حاشية المراقي[١٠٩].

[٧٤] **قوله**: (على الرفوف التي)[١١٠]: الرفّ في أصل اللغة بمعنى ما يسمى بلساننا "طاق" توضع عليه طرائف الأشياء كما في

(١٠٧) الخانية، كتاب الصلاة، فصل فيمن يصحّ الاقتداء به وفيمن لا يصحّ، ١/ ٩١، (هامش الهندية).

(١٠٨) المرجع السابق، صـ٩٤.

(١٠٩) حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، باب الإمامة، صـ٢٣٩.

(١١٠) الخانية، فصل فيمن يصحّ الاقتداء به وفيمن لا يصحّ، ١/ ٩٥، (هامش الهندية).

الصحاح والقاموس، وفي العرف بمعنًى: خشبات وألواح تنصب في الحائط لوضع الأشياء كما في تاج العروس وهو المسمّى بلساننا "اَلمارى" ولا يناسب هاهنا شيء منهما بل المراد ما يسمى بلساننا "فصيل" دليله ما في الهندية[111] عن المحيط (إذا كان في المسجد رفّ وعلى الرفّ صفّ من النساء اقتدين بالإمام وتحت الرفّ صفوف من الرجال هل تفسد صلاة من وقف خلف النساء؟ قال: لا تفسد) اهـ.

[٧٥] **قوله:** (فإنّه لا يتمّ التشهد)[112]: لفساد الصلاة.

[٧٦] **قوله:** (والصحيح أنّه يتابع الإمام)[113]: [ومثله صحّح في الخلاصة والفتح وغيرهما[114]]. **أقول:** أطلق فشمل ما إذا خاف فوت القومة والجلسة أو لا، وكذا أطلق في مسألة التشهد فشمل ما إذا

---

(١١١) الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع في بيان ما يمنع صحّة الاقتداء وما لا يمنع، ١/ ٨٧.

(١١٢) الخانية، كتاب الصلاة، فصل فيمن يصحّ الاقتداء به وفيمن لا يصحّ، ١/ ٩٦-٩٧، (هامش الهندية).

(١١٣) المرجع السابق، صـ٩٧.

(١١٤) انظر جد الممتار، كتاب الصلاة، فصل إذا أراد الشروع، ٣/ ١٩٩.

خاف فوت القيام أو لا، وقد نصّ على هذا الإطلاق في الظهيرية كما نقله عنه الشامي صـ٥١٧ وصـ٧٠١، وفوت السلام في مسألة القعدة الأخيرة ظاهر فظهر أنّ المتابعة الغير المتراخية ليست فريضة وإلاّ لوجب تقديماً على الواجب أيضاً ولَم يصحّ تعليل المسألة الأولى بوجوب التشهد، وإنّما أراد بالفرض الواجبَ وترجح الإتيان بالتشهد لِما أفاد في الغنية: أنّ الإتيان بالواجبين مع تأخير أحدهما خير من تفويت أحدهما بخلاف السنّة؛ فإنّ تفويتها خير من تأخير الواجب.

[٧٧] **قوله:** (وبطلت الركعة الثانية)(١١٥): لأنّ هذا القيام والركوع وقعا قبل سجدة الركعة الأولى فلم يعتبر بهما فلذا لا ينقل إليهما سجدة الثالثة ويبقيان لغواً.

[٧٨] **قوله:** (وسجد قبله)(١١٦): اعتبر هذا الركوع.

[٧٩] **قوله:** (هذه السجدة)(١١٧): لوقوعها قبل الإمام ولا تنتقل إلى الثانية لِـما قُلنا.

---

(١١٥) الخانية، فصل فيمن يصحّ الاقتداء به وفيمن لا يصحّ، ١/ ٩٨، (هامش الهندية).

(١١٦) المرجع السابق.

(١١٧) المرجع السابق.

[٨٠] **قوله:** (وبطل الركوع)[١١٨]: والقيام.

[٨١] **قوله:** (في الرابعة)[١١٩]: لِما مرّ في الثانية.

[٨٢] **قوله:** (ولا تفسد صلاته)[١٢٠]:

لأنّ زيادة أركان ركعة لا تفسد.

فصل فيما يفسد الصلاة

[٨٣] **قوله:** [ولم يشتهها لم تفسد صلاتُه[١٢١]]: تقدّم، صـ٣٨[١٢٢]:

أنّ ذلك كلّه قول الإمام.

---

(١١٨) الخانية، كتاب الصلاة، فصل فيمن يصحّ الاقتداء به وفيمن لا يصحّ، ١/ ٩٨، (هامش الهندية).

(١١٩) المرجع السابق.

(١٢٠) المرجع السابق، صـ٩٩.

(١٢١) الخانية، كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ١/ ١٣٣، (هامش الهندية).

(١٢٢) انظر الخانية، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التي تصيب... إلخ، ١/ ٣١، (هامش الهندية) ما نصّه: ((رجل) صلى في قميص واحد محلول الجيب جازت صلاتُه وإن كان بصره يقع على عورته في الركوع سواء كان عريض اللحية أو لم يكن، وعورته لا تظهر في حقّه إنّما تظهر في حقّ =

[٨٤] **قوله:** (صلاته وإن تعمّد)[١٢٣]: لا طهارته.

[٨٥] **قوله:** (فسدت في السجود)[١٢٤]: صلاتُه لا طهارته.

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

[٨٦] **قوله:** (ولا تفسد في الركوع)[١٢٥]:

فإنّما محط كلامه طرأ أنّ النوم إن كان ناقض الطهارة كما في الاضطجاع كان تعمّده مفسداً للصلاة؛ لأنّ تعمّد الحدث يمنع البناء وإلاّ لا كنوم قائم وراكع ولذا لّما حكم على نوم الساجد

=

الغير ولو وقع نظر المصلي على عورة الغير لا تفسد صلاته في قول أبي حنيفة رحمه الله ولو نظهر المصلي إلى فرج امرأة بشهوة حرمت عليه أمّها وابنتها ولو نظر إلى فرج أمّ امرأته حرمت عليه امرأته ولو نظر إلى فرج امرأته التي طلقها طلاقاً رجعياً يصير مراجعاً ولا تفسد صلاته في الوجوه كلّها عند أبي حنيفة رحمه الله).

(١٢٣) الخانية، كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ١/ ١٣٣، (هامش الهندية).

(١٢٤) المرجع السابق.

(١٢٥) المرجع السابق.

العامد بإفساد الصلاة أفاد في الفتح[١٢٦] ما أفاد فليحفظ فإنّ له شأناً إن شاء الله تعالى[١٢٧].

[٨٧] **قوله:** (وهو الصحيح)[١٢٨]:

لكن مضت الفتوى على خلافه.

فصل في قراءة القرآن خطأ وفي الأحكام المتعلقة بالقراءة

[٨٨] **قوله:** (أن يكون الخطأ في الإعراب)[١٢٩]:

المراد بالإعراب ما يعمّ الحركات كما ستعرف.

[٨٩] **قوله:** (تفسد صلاته)[١٣٠]: في الأخيرة[١٣١].

---

(١٢٦) الفتح، كتاب الطهارات، فصل في نواقض الوضوء، ١/ ٤٣-٤٤.

(١٢٧) الفتاوى الرضوية، كتاب الطهارة، ١/ ٤٩٦.

(١٢٨) الخانية، كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ١/ ١٣٤، (هامش الهندية).

(١٢٩) الخانية، كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن خطأ وفي الأحكام المتعلقة بالقراءة، ١/ ١٣٩، (هامش الهندية).

(١٣٠) المرجع السابق، صـ١٤١.

(١٣١) أي: تفسد الصلاة في الصورة الأخيرة من المسألة وهي: لو قرأ "أيّاباً" مكان "أوّابا".

[٩٠] **قوله:** (كلّ كلمة فيها عين)[١٣٢]: كذا هو بالإهمال فيما في الغنية، صـ٤٧٦[١٣٣]، والبزّازية، صـ٤٢[١٣٤].

[٩١] **قوله:** (فيها عين أو حاء أو قاف)[١٣٥]: الظاهر "غين" كما يستفاد مما في الحلبة عن القنية[١٣٦]، صـ٣٤٥.

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

أقول: هكذا هو في الخانية طابع كلكتة ١٨٣٥ الميلادية بإهمال العين والحاء جميعاً، وكذا هو في الغنية[١٣٧] طابع إستامبول ١٢٩٥ الهجرية ومثله في البزازية طابع مصر ١٣١٠هـ. وفي الخانية طابع

---

(١٣٢) الخانية، كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن خطأ وفي الأحكام المتعلقة بالقراءة، ١/ ١٤١، (هامش الهندية).

(١٣٣) الغنية، فصل في بيان أحكام زلة القارئ، صـ٤١١.

(١٣٤) البزازية، كتاب الصلاة، الفصل الثاني عشر في زلة القارئ، ٤/ ٤٢، (هامش الهندية).

(١٣٥) الخانية، كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن خطأ وفي الأحكام المتعلقة بالقراءة، ١/ ١٤١، (هامش الهندية).

(١٣٦) القنية، كتاب الصلاة، باب زلة القارئ، نوع: ذكر حرف مكان حرف، صـ٦١.

(١٣٧) الغنية، فصل في بيان أحكام زلة القارئ، صـ٤١١.

مصر من تلك السنة بإعجام الخاء وإهمال العين وهو الموافق لما في عناية القاضي حاشية العلامة الخفاجي على البيضاوي طبع مصر ١٢٨٣هـ تحت قوله تعالى: ﴿الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ [الفاتحة: ٦] حيث قال: لغة قريش إبدالُ السين صاداً هنا وفي كلّ موضع بعدها عين أو خاء أو قاف بإطراد اهـ. والظاهر مما عن القنية[١٣٨] والحلبة مفسراً إعجامها جميعاً، فليحرّر[١٣٩].

[٩٢] **قوله:** (أو حاء أو قاف أو طاء أو تاء وفيها سين)[١٤٠]:

الذي في طابع مصر خاء بالإعجام وهو الظاهر لما في الحلبة عن القنية[١٤١]، صـ٣٤٥. هكذا في طابع المصر بالإهمال، والظاهر الإعجام كما يرشد إليه ما في الحلبة عن القنية، صـ٣٤٥.

---

(١٣٨) القنية، كتاب الصلاة، باب زلة القارئ، نوع: ذكر حرف مكان حرف، صـ٦١.

(١٣٩) الفتاوى الرضوية، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٦/ ٤٣٠-٤٣١.

(١٤٠) الخانية، كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن خطأ وفي الأحكام المتعلقة بالقراءة، ١/ ١٤١، (هامش الهندية).

(١٤١) القنية، كتاب الصلاة، باب زلة القارئ، نوع: ذكر حرف مكان حرف، صـ٦١.

[٩٣] **قوله:** (مكان السين جاز)[١٤٢]: فإنّ هذا التبديل لغة للعرب أي: فلا يتغيّر به المعنَى.

قلتُ: فينبغي الفساد عند أبي يوسف إذا خرج عن القرآن، وبه علم أنّ قول أبي منصور هذا لا يخرج عن قول الإمامين، والله تعالى أعلم.

[٩٤] **قوله:** [قرأ بالتاء مع الضاد ﴿إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ﴾ لا تفسد صلاته][١٤٣]: أي: لأنّ التاء زائدة فلا يتغيّر به المعنَى. حلبي[١٤٤]. **قلتُ:** فينبغي الفساد على قول الإمام الثاني؛ لأنّه ليس من لفظ القرآن وليس بأهون من ﴿قَيَّامِيْنَ﴾ و﴿أَيَّابِيْنَ﴾ مكان ﴿قَوَّامِيْنَ﴾ و﴿أَوَّابِيْنَ﴾.

[٩٥] **قوله:** (لا تفسد صلاتُه عند الكلّ)[١٤٥]: أمّا عندهما

(١٤٢) الخانية، كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن خطأ وفي الأحكام المتعلقة بالقراءة، ١/ ١٤١، (هامش الهندية).

(١٤٣) المرجع السابق.

(١٤٤) الغنية، فصل في بيان أحكام زلة القارئ، تنبيه، صـ٤٢٣.

(١٤٥) الخانية، كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن خطأ وفي الأحكام المتعلقة بالقراءة، ١/ ١٥٠، (هامش الهندية).

فلأنّهما إنّما يُديران الأمر على فحش التغيّر، وأمّا عند أبي يوسف فلأنّه لا يعتبر الإعراب ولا يبالي به شيئاً كما مرّ، فافهم.

[٩٦] **قوله:** [وإن فحش بأن قرأ ما لو تعمّد به يكفر](١٤٦):

إنّ ظاهره التغيّر فحش مخصوص بما لو تعمّد به كفر.

[٩٧] **قوله:** [فسدت صلاته في قول أبي يوسف رحمه الله تعالى](١٤٧): مرّ قوله صـ١٧٠، وآخر صـ١٧٢.

[٩٨] **قوله:** (لأنّه جعل جواب القسم قسماً)(١٤٨):

أقول: يمكن أن يقال: جواب القسم محذوف ومثله غير بعيد، ثُمّ ما بعده استئناف كلام، فينبغي عدم الفساد، والله تعالى أعلم.

[٩٩] **قوله:** [جواب القسم قسماً فتفسد صلاته](١٤٩): ولكن نظر فيه في شرح المنية نظراً وجيهاً(١٥٠).

---

(١٤٦) الخانية، كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن...إلخ، ١/ ١٥٠، (هامش الهندية).

(١٤٧) المرجع السابق.

(١٤٨) المرجع السابق، صـ١٥١.

(١٤٩) المرجع السابق.

(١٥٠) في غنية المتملي شرح منية المصلي، كتاب الصلاة، فصل في بيان أحكام =

[١٠٠] **قوله:** (كما لو قرأ: ﴿وَمِمَّا رَزَقْنَاهُم﴾)(١٥١):

دلّت الأمثلة أنّ بقاء الكلمة مهملة لا معنَى لها يوجب

=

زلة القارئ، صـ٤١٨: (وإن زاد) القارئ في الصلاة (حرفاً) نظر إن لم يتغير المعنَى بأن قرأ: ﴿وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهىٰ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ بزيادة الألف في اللفظ بعد الهاء أو قرأ: ﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَتَعَدَّدَ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُمْ نَارًا﴾ بزيادة ميم الجمع (لا تفسد) صلاته اتفاقاً (وإن غير المعنَى نحو أن يقرأ) ﴿وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ (وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ بزيادة الواو وكذلك لو قرأ: ﴿وَّإِنَّ (سَعْيَكُمَ لَشَتّیٰ)﴾ ونحو ذلك فقد قالوا: (تفسد) صلاته؛ لأنّه جعل جواب القسم قسماً كذا ذكره قاضيخان وصاحب الخلاصة وغيرهما وفي المحيط: قال بعض المشايخ: أخاف أن تفسد صلاته، انتهى. فهذا مع أنّه ليس بقطع بالفساد يفيد أنّ البعض يقولون: لا تفسد فلذا قال المصنف: (وينبغي أن لا تفسد) ووجهه أنّه ليس بتغير فاحش لعدم كون اعتقاده كفراً مع أنّه لا يخرج عن كونه من القرآن وجعله قسماً يصحّ ويكون الجواب محذوفاً فإن حذفه قد ورد كما في قوله تعالى: ﴿وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقاً﴾... إلى آخره فإنّ جوابه محذوف.

(١٥١) الخانية، كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن خطأً وفي الأحكام المتعلقة بالقراءة، ١/ ١٥١-١٥٢، (هامش الهندية).

التغيير المفسد وهو كذلك، فاحفظ.

[١٠١] **قوله:** (لا تفسد؛ لأنّ المقروء موجود في القرآن)[١٥٢]:

أي: في الأخيرة فإنّ بقاء الكلمة مهملة......[١٥٣] [لها معنًى لا يوجب التغيير المفسد][١٥٤].

باب صلاة الجمعة

[١٠٢] **قوله:** (لا في الإمام ولا في المقتدي عندنا)[١٥٥]:

هكذا كتبه بلامين في النسخة المطبوعة بكلكته مذ نحو ستين سنة ثُمّ كتب على الجمعة: "لا لا لا"، كما كتبنا.

[١٠٣] **قوله:** (لا يجوز لأنّ الإمام لَم يفوّض التقديم إلى القوم)[١٥٦]: **أقول:** يظهر لي أنّ هذا في إمام استفاد الولايةَ من الإمام

(١٥٢) الخانية، كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن خطأ وفي الأحكام المتعلقة بالقراءة، ١/ ١٥١، (هامش الهندية).

(١٥٣) في المخطوط الذي بين أيدنا بهذا القدر، ولعلّه سقط من بعده صفحتان.

(١٥٤) لعلّ العبارة بعدما سقط كما بيّنا في المعكوفين، والله تعالى أعلم.

(١٥٥) الخانية، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ١/ ١٧٥، (هامش الهندية).

(١٥٦) المرجع السابق.

الأعظم أو الوالي فإنّه لا خيار للقوم معهم، أمّا إذا كان منصوب القوم لأجل الضرورة فالظاهر الجواز كما لا يخفى.

[١٠٤] **قوله:** [من جاء والإمام يخطب فعليه أن يستقرّ في موضعة من المسجد][١٥٧]: ولا يتقدّم؛ لأنّه عمل حال الخطبة.

[١٠٥] **قوله:** (ثُمّ حضروا إلى آخر)[١٥٨]: صوابه: ثُمّ حضرَ والٍ آخر.

[١٠٦] **قوله:** (وإن حجر عليه قبل الدخول)[١٥٩]:

لا يعمل الحجر بعد الشروع في الصلاة.

[١٠٧] **قوله:** (رجال فخطب)[١٦٠]:

هذا هو في النسخة المصرية والهندية وفيه سقط.

[١٠٨] **قوله:** (فخطب ولا يخرج المنبر)[١٦١]:

كذا هو في نسختي مصر وكلكته وفيه سقط.

---

(١٥٧) الخانية، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ١/ ١٧٨، (هامش الهندية).

(١٥٨) المرجع السابق.

(١٥٩) المرجع السابق.

(١٦٠) الخانية، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ١/ ١٨٠، (هامش الهندية).

(١٦١) المرجع السابق.

[١٠٩] **قوله:** (ولو عزله الأوّل)[١٦٢]:

كذا هو في المصرية والهندية وصوابه: "ولو عزل الأوّلَ".

باب في غسل الميت وما يتعلق به من الصلاة على الجنازة والتكفين وغيره ذلك

[١١٠] **قوله:** (السفط الذي يجعل على القبر)[١٦٣]: (السَّفَط محرّكة) الذي يُعبَّى فيه الطيب وما أشبهه من أدوات النساء، وفي الحكم (كالجُوالق) وفي غيره: (أو كالقُفَّة) وهو عربي معروف اهـ. تاج العروس شرح قاموس.

(١٦٢) الخانية، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ١/ ١٨١، (هامش الهندية).

(١٦٣) الخانية، كتاب الصلاة، باب في غسل الميت وما يتعلق به من الصلاة على الجنازة والتكفين وغيره ذلك، ١/ ١٩٤، (هامش الهندية).

﴿ كتاب الزكاة ﴾

١. فصل في مال التجارة

فصل في مال التجارة

[١١١] **قوله:** [لأنّه اشتراها للغلة][١٦٤]:

المشترى للغلّة ليس من مال التجارة.

[١١٢] **قوله:** [بلغ نصاباً؛ لأنّ ما أخذ من الأجر يقابل العين][١٦٥]: فيكون بيعاً فتكون تجارة.

[١١٣] **قوله:** (يخرج من أن يكون للتجارة)[١٦٦]: لكن الأجر المقابل به يكون من الدين القوي على الصحيح ويكون كثمن مال التجارة كما يأتي صـ٢٥٢[١٦٧] وإن خرج المؤاجر من التجارة.

[١١٤] **قوله:** [لأنّه لما آجره][١٦٨]: بالإجارة يخرج من التجارة.

[١١٥] **قوله:** (بعد القبض)[١٦٩]: أي: فهو من الضعيف وبه

---

(١٦٤) الخانية، كتاب الزكاة، فصل في مال التجارة، ١/ ٢٥٠، (هامش الهندية).

(١٦٥) المرجع السابق.

(١٦٦) الخانية، كتاب الزكاة، فصل في مال التجارة، ١/ ٢٥١، (هامش الهندية).

(١٦٧) انظر المقولة [١٢١] قوله: (ثمن مال التجارة في الصحيح).

(١٦٨) الخانية، كتاب الزكاة، فصل في مال التجارة، ١/ ٢٥١، (هامش الهندية).

(١٦٩) المرجع السابق، صـ٢٥٣.

جزم في الهندية[170] عن المجتبَى كما مرّ صـ١٧٥.

[١١٦] **قوله:** (فيها في قولهم)[171]: حتى الصاحبين؛ لأنّ الإبل التِي في الذمّة بغيرِ عينها لا تكون سائمة فلا زكاة.

[١١٧] **قوله:** (بعد القبض وقال أبو يوسف)[172]:

لأنّ المهر دين ضعيف.

[١١٨] **قوله:** (بحكم الحول الماضي)[173]:

لأنّ الديون عندهما سواء.

[١١٩] **قوله:** (زكاة النصف الباقي)[174]: رجوع الزوج في نصف بالهلاك بعد الوجوب فتسقط الزكاة بحصّته.

[١٢٠] **قوله:** (زكاة المائتين)[175]: لأنّ الدراهم لا تتعيّن فكان

---

(١٧٠) الهندية، كتاب الزكاة، الباب الأوّل في تفسيرها وصفتها وشرائطها، ١/ ١٧٥.

(١٧١) الخانية، كتاب الزكاة، فصل في مال التجارة، ١/ ٢٥٣، (هامش الهندية).

(١٧٢) المرجع السابق.

(١٧٣) المرجع السابق.

(١٧٤) المرجع السابق.

(١٧٥) المرجع السابق.

كعروض دين بعد الحول وبه فارقت مسألة السائمة المارة والوجه ما قدّمنا[176].

[١٢١] **قوله:** (ثمن مال التجارة في الصحيح)[177]: وإن كان الدار والعبد خرجا من أن يكون للتجارة بالإجارة كما مرّ صـ٢٥١[178].

[١٢٢] **قوله:** (رجل له على رجل مائتا درهم)[179]:

لا تجب الزكاة عن المستفاد ما لَم تجب عن الأصل.

[١٢٣] **قوله:**[180] [........][181]:

فإنّه حينئذ يجب للعام الأوّل خمسة دراهم وللثاني أربعة دراهم وثلاثة أثمان درهم، وللثالث ثلاثة دراهم وأحد وثلاثون

---

(١٧٦) انظر المقولة [١١٦] قوله: (فيها في قولهم).

(١٧٧) الخانية، كتاب الزكاة، فصل في مال التجارة، ١/ ٢٥٣، (هامش الهندية).

(١٧٨) انظر المقولة [١١٣] قوله: (يخرج من أن يكون للتجارة).

(١٧٩) الخانية، كتاب الزكاة، فصل في مال التجارة، ١/ ٢٥٤، (هامش الهندية).

(١٨٠) الخانية، كتاب الزكاة، فصل في مال التجارة، ١/ ٢٥٥، (هامش الهندية).

(١٨١) في المخطوط الذي بين أيدينا بهذا القدر فقط، ولم نجد ما قبله من الصفحتين، وانظر كتاب الزكاة للتفصيل من الفتاوى الرضوية المجلد العاشر.

جزء من أربعين أجزاء كما حقّقناه في فتاوانا[182]، والله تعالى أعلم.

[١٢٤] **قوله**: (لا غير كأنّه لم يملك إلاّ مائتي درهم)[183]:

أقول: يوهم أنّ الهلاك مستند وليس مراداً وإلاّ يسقط كلّ الواجب بهلاك بعض النصاب مع أنّ الساقط إنّما هو حظّه.

[١٢٥] **قوله**: (وللسنة الثانية أربعة دراهم)[184]:

أقول: دلّت المسألة أنّ الدين إنّما يصرف إلى العين لا إلى دين له لَم يقبض بعد وإلاّ لوجب بل الوجوب على الفور عليه للسنة الثانية أيضاً خمسة؛ لأنّ في المائة الباقية على المديون وفاء لدين زكاة العام الأوّل، ثُمّ رأيتُ في الهندية[185] عن مبسوط الإمام السرخسي ما نصّه: (الدين مصروف إلى المال الذي في يده) اهـ. ولا شكّ أنّ الدين ليس في يده.

---

(١٨٢) انظر الفتاوى الرضوية، كتاب الزكاة، الرسالة: تجلّي المشكاة لإنارة أسئلة الزكاة، ١٠/ ٧٥-١٧٠.

(١٨٣) الخانية، كتاب الزكاة، فصل في مال التجارة، ١/ ٢٥٥، (هامش الهندية).

(١٨٤) المرجع السابق.

(١٨٥) الهندية، كتاب الزكاة، الباب الأوّل في تفسيرها وصفتها وشرائطها، ١/ ١٧٣.

[١٢٦] **قوله:** (وستين ولا شيء عليه في الفضل)[١٨٦]: لأنّه كلما قبض أربعين يجب درهم وقد قبض أربعين أربعاً.

[١٢٧] **قوله:** (دون الأربعين هلاك النصاب)[١٨٧]:

الشامل بخمسة دراهم زكاة العام الأوّل.

[١٢٨] **قوله:** (يسقط الزكاة هلك بعد ما طلب الإمام)[١٨٨]:

قوله قدس سره: "لا شيء عليه في الفضل".

أقول: لا يريد أنّ الفضل عفو حتّى إن قبض جميع الدراهم نجماً نجماً وقبض كلّ مرّة أقلّ من أربعين واستهلك ذلك لا يجب عليه شيء، كيف وإنّ الزكاة قد وجبت بنفس حولان الحول في الدين الغير الضعيف، وإنّما التأخير إلى قبض أربعين أو مائتين في الأداء كما نصّ عليه في الدرّ المختار[١٨٩] وغيره، إنّما المعنَى لا شيء آنفاً حتى لو قبض بعد ذلك ما يتمّ به الفضل أربعين وجب درهم

---

(١٨٦) الخانية، كتاب الزكاة، فصل في مال التجارة، ١/ ٢٥٥، (هامش الهندية).

(١٨٧) المرجع السابق.

(١٨٨) المرجع السابق.

(١٨٩) الدرّ، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ٣/ ٢٨١-٢٨٣.

آخر، فالحاصل أنّ الزكاة وجبت بحولان الحول والأداء تأخر في الدين القوي إلى أن يقبض أربعين مرّة أو متفرقة، فإذا قبض خمسين مثلاً لا يتعجّل إلاّ أداء درهم، فإن قبض بعده ثلاثين تعجّل أداء درهم آخر وهكذا، نعم إن توي الباقي على المديون سقطت زكاة الفضل المقبوض أيضاً، هذا ما ظهر لي، فليحرر، والله تعالى أعلم.

[١٢٩] **قوله**: [ثم استفاد مائتي درهم وحال الحول على المستفاد لا تجب عليه زكاة المستفاد][190]: ولو استفاد مائتين وخمسة وجبت.

[١٣٠] **قوله**: (بغير إذنه وللأصيل)[191]:

سيأتي صـ٣٠٨[192] تعميم المسألة ما لو كانت الكفالة بأمره أو بغير أمره.

---

(١٩٠) الخانية، كتاب الزكاة، فصل في مال التجارة، ١/ ٢٥٦، (هامش الهندية).

(١٩١) المرجع السابق، صـ٢٥٧.

(١٩٢) انظر المرجع السابق، صـ٢٥٩.

﴿ كتاب الحجّ ﴾

فصل فيما يجب بلبس المخيط وإزالة التفث

[١٣١] **قوله:** (يعتبر فيه الربع)[١٩٣]:

يخالف ما في شرح اللباب[١٩٤] وغيره أنّ اعتبار الربع يختصّ بالرأس واللحية.

فصل في الأدعية والأذكار

[١٣٢] **قوله:** (روي أنّه ينزل في كلّ يوم)[١٩٥]:

قال كعب الأحبار عند أمّ المؤمنين الصديقة رضي الله تعالى عنها.

(١٩٣) الخانية، كتاب الحجّ، فصل فيما يجب بلبس المخيط وإزالة التفث، ١/ ٢٨٩، (هامش الهندية).

(١٩٤) المسلك المتقسط، كتاب الحجّ، فصل في تغطية الرأس والوجه، صـ١٦٨.

(١٩٥) الخانية، كتاب الحجّ، فصل في الأدعية والأذكار، ١/ ٣١٩، (هامش الهندية).

﴿ كتاب النكاح ﴾

١. الفصل الأوّل في الألفاظ التي ينعقد بها النكاح

٢. فصل في النكاح على الشرط

٣. فصل في شرائط النكاح

٤. فصل في الوكالة

٥. فصل في الكفاءة

٦. فصل في إقرار أحد الزوجين بالحرمة وفساد النكاح بسبب النسب وبطلان النكاح بملك اليمين

٧. فصل في حبس المرأة نفسها بالمهر

٨. فصل في تكرار المهر

٩. فصل في الخلوة وتأكد المهر

١٠. فصل في العنّين

١١. فصل في حقوق الزوجية

الفصل الأوّل في الألفاظ التي ينعقد بها النكاح

[١٣٣] **قوله**: (أنّها امرأته يكون ذلك)[١٩٦]:

أو دار رواية بذلك إنشاء العقد كما في البرجندي.

[١٣٤] **قوله**: (يكون ذلك نكاحاً)[١٩٧]:

وقال في الخلاصة[١٩٨] والبزّازية[١٩٩] والهندية[٢٠٠] وخزانة المفتين: (لا يكون نكاحاً).

[١٣٥] **قوله**: (فبقي النكاح بغير شهود)[٢٠١]: لا يصلح الخاطب السفير شاهداً حتى لو كانوا كلّهم خاطبين لَم يصحّ النكاح؛ لعدم

(١٩٦) الخانية، كتاب النكاح، الباب الأوّل، الفصل الأوّل في الألفاظ التي ينعقد بها النكاح، ١/ ٣٢٢، (هامش الهندية).

(١٩٧) المرجع السابق.

(١٩٨) الخلاصة، كتاب النكاح، الفصل الأوّل في جواز النكاح، ٢/ ٤.

(١٩٩) البزازية، كتاب النكاح، الفصل الأوّل في الآلة، ٤/ ١٠٩، (هامش الهندية).

(٢٠٠) الهندية، كتاب النكاح، الباب الثاني فيما ينعقد به النكاح...إلخ، ١/ ٢٧٢.

(٢٠١) الخانية، كتاب النكاح، الباب الأوّل، الفصل الأوّل في الألفاظ التي ينعقد بها النكاح، ١/ ٣٢٤، (هامش الهندية).

الشهود وإن لَم يخطب إلاّ أحدهم[٢٠٢] والباقون ساكتون. **أقول**: وفيه تأمّلٌ، فليتأمّل.

[١٣٦] **قوله**: (كذلك؛ لأنّ العلم)[٢٠٣]: أي: يكون قضاء لا ديانة.

[١٣٧] **قوله**: (فيه الجدّ والهزل بخلاف البيع)[٢٠٤]:

ومثله في الظهيرية كما في المنحة[٢٠٥] ونحوه في التجنيس معزياً لبعضهم كما في البحر[٢٠٦].

[١٣٨] **قوله**: (قال: النكاح جائز وهو نظير)[٢٠٧]: ولكن انظر

---

(٢٠٢) في المخطوط: (كلّهم صاحبين لَم يصحّ النكاح... إلخ) ولعلّ العبارة كما قرّرنا، والله تعالى أعلم.

(٢٠٣) الخانية، كتاب النكاح، الباب الأوّل، الفصل الأوّل في الألفاظ التي ينعقد بها النكاح، ١/ ٣٢٧، (هامش الهندية).

(٢٠٤) المرجع السابق.

(٢٠٥) منحة الخالق، كتاب النكاح، ٣/ ١٥٠-١٥١، (هامش البحر).

(٢٠٦) البحر، كتاب النكاح، ٣/ ١٥٠.

(٢٠٧) الخانية، كتاب النكاح، الباب الأوّل، الفصل الأوّل في الألفاظ التي ينعقد بها النكاح، ١/ ٣٢٨، (هامش الهندية).

ما في الحموي[208]: (أن لا ولاية على الجنين لأحد). ثُمّ ظهر لي أنّ صوابه: "خنثيان".

فصل في النكاح على الشرط

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- **في الفتاوى الرضوية]**

[١٣٩] **قوله:** (فيصير مفوّضاً بعد النكاح)[209]:

أقول: أنت تعلم أنّ كلام المرأة لا عبرة بها في هذا الباب إنّما جاء الصحة من قبل تقديره في قبول الزوج لأجل أنّ السؤال معاد في الجواب فإذا وقع فيه تحقيقاً كان أولى بالصحة كما يرشدك إليه قوله رحمه الله تعالى: (قال: قبلتُ على أنّك طالق... إلخ)[210].

فصل في شرائط النكاح

[١٤٠] **قوله:** (وقال أبو يوسف... إلخ)[211]: أي: في أصل المسألة أعني: النكاح بعبارة النساء.

---

(٢٠٨) غمز عيون البصائر، الفنّ الثالث في الجمع والفرق، ٣/ ٤٦٣.

(٢٠٩) الخانية، كتاب النكاح، فصل في النكاح على الشرط، ١/ ٣٢٩، (هامش الهندية).

(٢١٠) الفتاوى الرضوية، كتاب الطلاق، باب تعليق الطلاق، ١٣/ ١٠٩.

(٢١١) الخانية، كتاب النكاح، فصل في شرائط النكاح، ١/ ٣٣٥، (هامش الهندية).

[١٤١] **قوله**: (وإن كان كفئاً)[٢١٢]:

أقول: فرجع إلى ظاهر الرواية، إلاّ أن يظهروا لصحّة الفسخ[٢١٣] استبداله به من دون حاجة إلى حكم القاضي.

[١٤٢] **قوله**: (لا يكون سكوتُها رضاً)[٢١٤]:

أي: توكيلاً فيكون النكاح نكاح فضولي.

[١٤٣] **قوله**: (فسكتت كان سكوتُها رضاً)[٢١٥]: إن كان المستأمر هو الولي الأقرب أو رسوله أو وكيله لا الأبعد بحضرته.

[١٤٤] **قوله**: (قالوا: إن وهبها)[٢١٦]:

الراجح أنّه يكون إذناً مطلقاً.

---

(٢١٢) الخانية، كتاب النكاح، الباب الأوّل، الفصل الأوّل في الألفاظ التي ينعقد بها النكاح، ١/ ٣٣٥، (هامش الهندية).

(٢١٣) في المخطوط: (ولا أن يطرد الصحة الفسخ... إلخ)، ولعل العبارة -والله تعالى أعلم- كما بيّنا.

(٢١٤) الخانية، كتاب النكاح، الباب الأوّل، الفصل الأوّل في الألفاظ التي ينعقد بها النكاح، ١/ ٣٣٥، (هامش الهندية).

(٢١٥) المرجع السابق.

(٢١٦) المرجع السابق.

[١٤٥] **قوله:** (ثُمّ أخبرها بعد النكاح)[217]: أي: الولي بنفسه أو برسوله وكذلك الأحكام في إخبار ثقة أو مستورين، أمّا في إخبار مستور أو فاسقين فلا يكون السكوتُ رضاً أصلاً.

[١٤٦] **قوله:** (تقدّم في الاستئمار قبل النكاح)[218]:

وقدّمنا[219] أنّه على الراجح إذن مطلقاً.

[١٤٧] **قوله:** (قولها عندنا)[220]: لأنّها تنكر الملك عليها.

[١٤٨] **قوله:** (وإن أقاما البيّنة كانت البينة)[221]: أي: هي على الردّ وهو على السكوت أو على أنّها لَم تردّ.

[١٤٩] **قوله:** (زوّجها وليها)[222]: بدون الاستئمار.

---

(٢١٧) الخانية، كتاب النكاح، الباب الأوّل، الفصل الأوّل في الألفاظ التي ينعقد بها النكاح، ١/ ٣٣٦، (هامش الهندية).

(٢١٨) المرجع السابق.

(٢١٩) انظر المقولة [١٤٤] **قوله:** (قالوا: إن وهبها).

(٢٢٠) الخانية، كتاب النكاح، فصل في شرائط النكاح، ١/ ٣٣٧، (هامش الهندية).

(٢٢١) المرجع السابق.

(٢٢٢) المرجع السابق.

[١٥٠] **قوله:** (فعلمت بذلك فسكتت كان سكوتُها رضاً)[٢٢٣]:

بإخبار الولي أو رسوله أو ثقة أو مستورين والزوج كفء، أمّا إن علمت بإخبار أجنبي مستور أو أجنبيين فاسقين فسكتت لا يكون رضاً، وكذا إذا زوّجها غير الأب والجدّ غير كفء بالاتفاق، أمّا إذا زوّجاها فبلغها بإخبار من ذكر من الأربعة فسكتت فكذلك في قولهما، وقيل: يكون رضاً في قول أبي حنيفة، وسيأتي في الصفحة القابلة، والله تعالى أعلم.

[١٥١] **قوله:** (والأولى أن لا يكون إجازة)[٢٢٤]:

أقول: وبالأولى قولها بلسانا: "كيا مضائقہ ہے".

[١٥٢] **قوله:** (لا يكون إجازة)[٢٢٥]:

وسيأتي بعد أسطر أن لو قال: لا بأس لا يكون إجازة[٢٢٦].

---

(٢٢٣) الخانية، كتاب النكاح، فصل في شرائط النكاح، ١/ ٣٣٧، (هامش الهندية).

(٢٢٤) المرجع السابق، صـ٣٣٩.

(٢٢٥) المرجع السابق.

(٢٢٦) انظر المرجع السابق، صـ٣٣٩-٣٤٠، ما نصّه: (ولو قال: لا بأس، فإنّه لا يكون إجازة).

[١٥٣] **قوله:** (أو لَم تعلم الصداق فلما علمت بذلك)[٢٢٧]:

قدّمنا أنّ العلم بالصداق لا يشترط في الراجح، فالسكوت بدونه يكون إذناً فلا تملك ردّ ما نفذت.

[١٥٤] **قوله:** (لَم يتوّقف)[٢٢٨]: بل وقع باطلاً.

[١٥٥] **قوله:** (بالإجماع)[٢٢٩]: لأنّ منافع بضعها ملكه، درّ[٢٣٠].

[١٥٦] **قوله:** (فأقرّ الولي)[٢٣١]: بعد بلوغه.

[١٥٧] **قوله:** (في الصغير صحّ إقراره)[٢٣٢]: ولا يسمع إنكار الصغير بعد البلوغ.

---

(٢٢٧) الخانية، كتاب النكاح، الباب الأوّل، فصل في شرائط النكاح، ١/ ٣٣٩، (هامش الهندية).

(٢٢٨) المرجع السابق، صـ٣٤٠.

(٢٢٩) المرجع السابق، صـ٣٤١.

(٢٣٠) الدرّ، كتاب النكاح، باب الولي، ٤/ ١٩٢.

(٢٣١) الخانية، كتاب النكاح، الباب الأوّل، فصل في شرائط النكاح، ١/ ٣٤١، (هامش الهندية).

(٢٣٢) المرجع السابق.

[١٥٨] **قوله:** (والصحيح أنّ الخلاف)[٢٣٣]: لأنّه لا يملك الآن إنشائه.

[١٥٩] **قوله:** (فبلغا وأنكرا)[٢٣٤]: وكذا لو أنكرا في صبايهما، انظر ردّ المحتار[٢٣٥] وما كتبنا عليه ج٢، صـ٥١٨[٢٣٦].

---

(٢٣٣) الخانية، كتاب النكاح، الباب الأوّل، فصل في شرائط النكاح، ١/ ٣٤١، (هامش الهندية).

(٢٣٤) المرجع السابق.

(٢٣٥) ردّ المحتار، كتاب النكاح، باب الولي، مطلب: لا يصحّ تولية الصغير... إلخ، ٤/ ١٩٢.

(٢٣٦) **في الدرّ:** (ولو أقر ولي صغير أو صغيرة أو) أقرّ (وكيل رجل أو امرأة أو مولى العبد بالنكاح لم ينفذ) لأنّه إقرار على الغير بخلاف مولى الأمة حيث ينفذ إجماعاً؛ لأنّ منافع بضعها ملكه (إلاّ أن يشهد الشهود على النكاح).

في ردّ المحتار: (**قوله:** ولو أقر... إلخ): قال الحاكم الشهيد: في الكافي الجامع لكتب ظاهر الرواية: وإذا أقرّ الأب أو غيره من الأولياء على الصغير أو الصغيرة بالنكاح أمس لم يصدق على ذلك إلاّ بشهود أو تصديق منهما بعد الإدراك في قول أبي حنيفة، وكذلك إقرار المولى على عبده، وأمّا إقراره على أمته بمثل ذلك فجائز مقبول، وقال أبو يوسف ومحمد: =

=

الإقرار من هؤلاء في جميع ذلك جائز وكذلك إقرار الوكيل على موكّله على هذا الاختلاف اهـ. ونقل في الفتح عن المصفى عن أستاذه الشيخ حميد الدين: أنّ الخلاف فيما إذا أقرّ الولي في صغرهما، وإليه أشار في المبسوط وغيره قال: وهو الصحيح، وقيل: فيما إذا بلغا وأنكرا فأقرّ الولي، أمّا لو أقرّ في صغرهما يصحّ اتفاقاً واستظهره في الفتح وقد علمتّ أنّ الأوّل ظاهر الرواية وأنّه الصحيح.

(ردّ المحتار، كتاب النكاح، باب الولي، ٤/ ١٩٢).

علّق الإمام أحمد رضا الحنفي -رحمه الله تعالى- **في جدّ الممتار** على قول العلامة الشامي -رحمه الله تعالى-: (وقد علمت أنّ الأوّل ظاهر الرواية... إلخ):

والحاصل: أنّ في ظاهر الرواية يشترط عند الإمام مِلكه الإنشاء حين إنكارهما، فإن أنكرا في صِغرهما وأقرّ الولي فإقراره نافذ، وإن أنكرا في كبرهما لا ينفذ إقرار الولي، سواء يقرّ الآن أو كان أقرّ في صغرهما؛ لأنّه لا يملك الآن إنشاء وإن كان يملكه حين أقرّ. وعندهما يشترط أن يملك الإنشاء في وقت يخبر عن كون الإيقاع فيه، فإذا أقرّ بعد كبرهما أنّه زوّجهما في صغرهما نفذ؛ لأنّه أخبر عما كان يملكه وإن لم يملكه الآن، هذا ما ظهر لي بالنظر في كلام الخانية، والله تعالى أعلم.

ولكن ما نقل عن الفتح من نصب القاضي خصماً يدلّ على أنّ إقراره في

=

[١٦٠] **قوله:** (لَم يصحّ إقراره[٢٣٧])[٢٣٨]:

لأنّه لا يملك الآن إنشائه.

=

صغرهما أيضاً لا ينفذ مطلقاً إلاّ بشهود وإن كان إنكارهما في صغرهما، فتأمّل. ثم رأيتُ في إقرار غمز العيون عن البحر عن المحيط: (لو أقرّ بالنكاح على الصغيرة لم يجز إلاّ بشهود أو تصديقها بعد البلوغ عند الإمام، وقالا: يصدّق... إلخ). وعن شرح الجامع الصغير للصدر الشهيد: (أنّ هذه المسألة على قول الإمام مخرّجة من قولهم: إنّ مَن ملك الإنشاء ملك الإقرار... إلخ). (غمز عيون البصائر، كتاب الإقرار، ٣/ ٤٥).

فتبيَّن أنّ الخلاف في الصور جميعاً، أعني: إذا أقرّ في صغرهما فأنكرا فيه، وحينئذ ينصب القاضي خصماً عنهما وفيما إذا أقرّ في صغرهما فأنكرا بعد بلوغهما، وفيما إذا أنكرا بالغَين فأقرّ لم يصدّق في الكلّ عند الإمام خلافاً لهما، فلا أدري ما قول الإمام فقيه النفس إذ يقول: الصحيح أنّ الخلاف فيما إذا أقرّ في صغرهما فبلغا وأنكرا لم يصحّ إقراره اهـ، والله تعالى أعلم.

(جدّ الممتار، كتاب النكاح، باب الولي، ٤/ ٥٥١-٥٥٢).

(٢٣٧) في النسخة التي بين أيدينا: (لم يصحّ إقرارهما).

(٢٣٨) الخانية، كتاب النكاح، الباب الأوّل، فصل في شرائط النكاح، ١/ ٣٤١، (هامش الهندية).

فصل في الوكالة

[١٦١] **قوله:** (لا يصحّ على قول الكلّ وهو الصحيح)[٢٣٩]:

أقول: يعنِي: إذا لَم تعيّن الموكلة ذلك الرجل بعينه ولا أطلقت للوكيل التفويض بدليل ما في الشامي ج٢، صـ٤٨٨[٢٤٠] عن الفتح: (أنّ الولي لو باشر عقد المحلّل بنفسه يعني: والمحلّل غير كفء، فإنّها تحلّ للأوّل)، فقد أفاد صحّة إنكاح الولي البالغة بغير كفء ومحمله ما ذكرنا أعني: رضاها بالتعيّن أو التفويض، وسيأتي صـ٤٠٣[٢٤١]: (زوّجها برضاها ما لَم يعلموا أنّه ليس كفئاً صحّ ولا خيار لأحد).

[١٦٢] **قوله:** (بالنكاح لا يملك التزويج)[٢٤٢]: من رجل أو ممن شاء مثلاً، أمّا إذا وكّلته بالتزويج من نفسه فقبل صحّ كما أوضحه في الدر المختار آخر باب الوكالة في النكاح[٢٤٣].

---

(٢٣٩) الخانية، كتاب النكاح، فصل في الوكالة، ١/ ٣٤٦، (هامش الهندية).

(٢٤٠) ردّ المحتار، كتاب النكاح، باب الولي، ٤/ ١٥٣، تحت قول الدرّ: (فليحفظ).

(٢٤١) انظر الخانية، كتاب النكاح، فصل في الكفاءة، ١/ ٣٥٣، (هامش الهندية).

(٢٤٢) الخانية، كتاب النكاح، فصل في الوكالة، ١/ ٣٤٧، (هامش الهندية).

(٢٤٣) الدرّ، كتاب النكاح، باب الكفاءة، ٤/ ٢١٦-٢١٧.

[١٦٣] **قوله:** (فلا يفيد شيئاً)[٢٤٤]: أمّا ثبوت النسب ووجوب العتق فحكم الوطء كما في الفتح[٢٤٥].

فصل في الكفاءة

[١٦٤] **قوله:** (كان للولي أن يفسخ)[٢٤٦]: ولا يمنعه من ذلك مباشرة النكاح الأوّل.

فصل في إقرار أحد الزوجين بالحرمة وفساد النكاح بسبب النسب وبطلان النكاح بملك اليمين

[١٦٥] **قوله:** [ويكون إقدامها على النكاح إقراراً منها

---

(٢٤٤) الخانية، كتاب النكاح، فصل في الوكالة، ١/ ٣٤٧، (هامش الهندية).

(٢٤٥) في الفتح، كتاب النكاح، فصل في الوكالة بالنكاح، ٣/ ٢٠٢، ما نصّه: (وليس منه ما إذا أمره بالنكاح الفاسد فزوّجه صحيحاً، بل لا يجوز لعدم الوكالة بالنكاح أصلاً؛ لأنّ النكاح الفاسد ليس نكاحاً؛ لأنّه لا يفيد حكمه وهو الملك، وأمّا العدة بعد الدخول فيه وثبوت النسب فليس حكماً له بل للفعل إذا لم يتمحض زناً، بخلاف البيع الفاسد فإنّه بيع يفيد حكمه من الملك فكان الخلاف فيه إلى البيع الصحيح خلافاً إلى خير فيلزم).

(٢٤٦) الخانية، كتاب النكاح، الباب الأوّل، فصل في الكفاءة، ١/ ٣٥١، (هامش الهندية).

بانقضاء العدة][247]: إنّما جعل إقدامها على النكاح إقراراً بمضيّ عدّتِها؛ لأنّ ذلك لا يعرف إلاّ منها بخلاف تزوّجها بآخر بعد الثلاث.

[١٦٦] **قوله:** (ويفرق بينهما)[248]: لإقرار الزوج بالحرمة.

[١٦٧] **قوله:** (إن لَم يكن دخل بها)[249]: وإن دخل كالعقر.

فصل في حبس المرأة نفسها بالمهر

[١٦٨] **قوله:** (وهو قائم)[250]: ولا مانع من الرجوع.

[١٦٩] **قوله:** (فلا شيء له)[251]: كان [الهلاك] يمنع الرجوع.

[١٧٠] **قوله:** (كان ذلك بمنزلة الشرط)[252]: انظره مع [ما] عليه عامة المشايخ أن لو أعطاه شيئاً ليُسوِّي أمره لكن بدون شرط

---

(٢٤٧) الخانية، كتاب النكاح، فصل في إقرار أحد الزوجين... إلخ، ١/ ٣٦٨، (هامش الهندية).

(٢٤٨) المرجع السابق.

(٢٤٩) المرجع السابق.

(٢٥٠) الخانية، كتاب النكاح، فصل في حبس المرأة نفسها بالمهر، ١/ ٣٩١.

(٢٥١) المرجع السابق.

(٢٥٢) المرجع السابق، صـ٣٩٢.

حلّ له، وإن علم يقيناً أنّه لم يعطه إلاّ....[٢٥٣] فهذا كما في الأقضية والخلاصةوجامع الفصولين والبزازية[٢٥٤] وخزانة المفتين وفتح القدير وغيرها.

[١٧١] **قوله**: (قول صاحب الدراهم)[٢٥٥]: لأنّه هو الدافع فهو أدرى بجهة الدفع.

---

(٢٥٣) في المخطوط الذي بين أيدينا بهذا القدر، واندرس بعض الكلام من هاهنا ولعلّة هو كما في الخلاصة والبزازية والفتح وغيرها من المعتمدات التي أشار إليها المحشّي العلاّم رحمه الله تعالى:

من **أقسام الرشوة**: (حلال من جانب المهدي حرام على الآخذ وهو أن يهدي ليكفّ عنه الظلم. والحيلة أن يستأجره... إلخ، قال: هذا إذا كان فيه شرط، أمّا إذا كان الإهداء بلا شرط ولكن يعلم يقيناً أنّه إنّما يهدي إليه ليعينه عند السلطان فمشايخنا على أنّه لا بأس به، ولو قضى حاجته بلا شرط ولا طمع فأهدى إليه بعد ذلك فهو حلال لا بأس به، وما نقل عن ابن مسعود [رضي الله تعالى عنه] من كراهته فورع)، والله تعالى أعلم.

(٢٥٤) البزازية، كتاب أدب القاضي، الفصل الثاني في أدبه، ٥/ ١٣٩-١٤٠، (هامش الهندية).

(٢٥٥) الخانية، كتاب النكاح، فصل في حبس المرأة نفسها بالمهر، ١/ ٣٩٢.

فصل في تكرار المهر

[١٧٢] **قوله:** (وجامعها كان عليه)[٢٥٦]: وإن لَم يجامعها لَم يكن لها إلاّ نصف المهر كما سيأتي صـ٤٥٠[٢٥٧].

فصل في الخلوة وتأكّد المهر

[١٧٣] **قوله:** (كان لها نصف المهر)[٢٥٨]:

وإن جامعها كان عليه مهر مثل ونصف مهر كما سبق صـ٤٤٨[٢٥٩].

فصل في العنّين

[١٧٤] **قوله:** (فلَم يصل إليها أجّله القاضي سنة)[٢٦٠]: لكونه عنّيناً لا لعدم التفاته إليها للعهة؛ فإنّه لا تفريق عندنا بالجنون فكيف بالعهة.

---

(٢٥٦) الخانية، كتاب النكاح، فصل في تكرار المهر، ١/ ٣٩٦، (هامش الهندية).

(٢٥٧) انظر المقولة [١٧٣] **قوله:** (كان لها نصف المهر).

(٢٥٨) الخانية، كتاب النكاح، فصل في الخلوة وتأكد المهر، ١/ ٣٩٨، (هامش الهندية).

(٢٥٩) انظر المقولة [١٧٢] **قوله:** (وجامعها كان عليه).

(٢٦٠) الخانية، كتاب النكاح، فصل في العنين، ١/ ٤١٢، (هامش الهندية).

[١٧٥] **قوله:** (بحضرة الخصم عنه)[٢٦١]: أي: بحضرة من يخاصم عنه وهو وليه.

فصل في حقوق الزوجية

[١٧٦] **قوله:** (المرأة إذا كانت قابلة)[٢٦٢]:

هذا في مطبوعة "كلكته" والظاهر أنّ الواو سقطت من هاهنا وهو عطف على الخروج بتأويل. ولكن المواضع المذكورة من هنا ليس من مواضع الخروج بلا إذن على رأي الإمام فقيه النفس فقوله: "فاستأذنت الزوجَ" وكقوله: "وكذا إذا كانت" وبعده "مجلس العلم" أي: لغير نازلة؛ لأنّ حكم النازلة قد مرّ، ثُمّ في الخلاصة[٢٦٣] ومجموع النوازل عدّ القابلة والغاسلة ومن لها أو عليها من حقّ تخرج بلا إذن وفقيه النفس أحوجهنّ إلى الاستئذان.

---

(٢٦١) الخانية، كتاب النكاح، فصل في العنين، ١/ ٤١٢، (هامش الهندية).

(٢٦٢) الخانية، كتاب النكاح، فصل في حقوق الزوجية، ١/ ٤٤٣، (هامش الهندية).

(٢٦٣) الخلاصة، كتاب النكاح، الفصل الخامس عشر في الحظر والإباحة، ٢/ ٥٣.

أقول: ويظهر لي أن لا خلف، فكلام فقيه النفس فيما إذا لَم يتعيّن رفع الولد وغسل الموتى عليها ووجدت بدّاً من الخروج بنفسها في أخذ الحقّ وعطائه، وكلام الخلاصة والفقيه في صورة التعيّن، فافهم والله تعالى أعلم. فإذن الأظهر أنّ الفاء في فاستأذنت" زائدة وهو خبر "المرأة" والجملة مستأنفة.

﴿ كتاب الطلاق ﴾

١. الفصل الأوّل في صريح الطلاق وما يقع به واحدة أو أكثر

٢. فصل في الكنايات والمدلولات

٣. باب التعليق

الفصل الأوّل في صريح الطلاق وما يقع به واحدة أو أكثر

[١٧٧] **قوله**: (فهي ثلاث وإن لَم ينو بالأولى)[٢٦٤]: وإن لَم ينو بالثلاثة لوجود المذاكرة قبلها بخلاف الأولى.

[١٧٨] **قوله**: (وأنت يقع الطلاق عليها الساعة ولا يقع على التي)[٢٦٥]: لأنّ الوصف يلغو مع التسمية فكأنّه قال: فلانة طالق وأنت، وبه علم أنّ مثله لو قال: "على التي أتزوّجها... إلخ"، مكان "فلانة" فإنّ الإشارة كالتسمية في إلغاء الوصف بل آكد.

[١٧٩] **قوله**: (في القضاء وفيما بينه)[٢٦٦]:

كأنّ الاستفهام دليل الإخبار.

[١٨٠] **قوله**: (وليس عليه شعر قال محمد)[٢٦٧]: ولكن تارة يبقى على الفرج شعرة أو شعرتان أو ثلاثة بعد التطلية فينبغي أن

---

(٢٦٤) الخانية، كتاب الطلاق، الباب الأوّل، فصل في صريح الطلاق... إلخ، ١/ ٤٥٢، (هامش الهندية).

(٢٦٥) المرجع السابق.

(٢٦٦) المرجع السابق، صـ٤٥٣.

(٢٦٧) المرجع السابق، صـ٤٥٤.

ينظر إلى فرجها فإن لَم يكن عليه شعر لَم يطلق وإلاّ وقع بعدد الشعر إلى الثلاث ويجوز للزوج أن ينظر إلى فرجها ولو احتمل أن يكون على الفرج ثلاث شعرات باقية إذا لا يحكم بالطلاق ما لَم يعلم فإذا علم وقع الطلاق مستنداً، هذا ما ظهر لي والله أعلم.

[١٨١] **قوله:** (ليس موضع الشعر بخلاف ظهر الكفّ)[٢٦٨]:

أقول: وينظر إذا ما قال: أنتِ طالق بعدد شعر فرجك لصغيرة لا ينبت على فرج مثلها الشعر فهل يعتبر الحال أم الصلاحية بمعنَى أنّ الفرج موضع الشعر في الجملة ولو بعد بلوغ.

[١٨٢] **قوله:** (لا تطلق صحيحة النكاح)[٢٦٩]:

لأنّ اللفظ يحتمل الإخبار.

[١٨٣] **قوله:** (كما طلقت صحيحة النكاح)[٢٧٠]:

لكن اللفظ متعيّن للإنشاء.

---

(٢٦٨) الخانية، كتاب الطلاق، الباب الأوّل، فصل في صريح الطلاق... إلخ، ١/ ٤٥٤، (هامش الهندية).

(٢٦٩) المرجع السابق، صـ٤٥٨.

(٢٧٠) المرجع السابق.

[١٨٤] **قوله:** (أنّها لا تطلق)[٢٧١]: يؤيده ما يأتي آخر صـ٢١٥[٢٧٢].

[١٨٥] **قوله:** (وقال الصدر الشهيد رحمه الله تعالى)[٢٧٣]: على قوله اقتصر صـ٢١٣[٢٧٤].

[١٨٦] **قوله:** (عندي أنّها تطلق)[٢٧٥]:

قد يؤيّده ما يأتي أوّل صـ٢١٤ ويتعلق به ما يأتي من التفاصيل أوّل صـ٢١٥[٢٧٦].

---

(٢٧١) الخانية، كتاب الطلاق، الباب الأوّل، فصل في صريح الطلاق... إلخ، ١/ ٤٦٠، (هامش الهندية).

(٢٧٢) انظر المرجع السابق، صـ٤٦٦.

(٢٧٣) الخانية، كتاب الطلاق، الباب الأوّل، فصل في صريح الطلاق... إلخ، ١/ ٤٦٠، (هامش الهندية).

(٢٧٤) انظر المرجع السابق، صـ٤٦٤، ما نصّه: (قال الصدر الشهيد رحمه الله تعالى: طلقت ثلاثاً).

(٢٧٥) الخانية، كتاب الطلاق، الباب الأوّل، فصل في صريح الطلاق... إلخ، ١/ ٤٦٠، (هامش الهندية).

(٢٧٦) انظر المرجع السابق، صـ٤٦٥-٤٦٦.

[١٨٧] **قوله:** (لا يقع وإن نوى، ولو قال لامرأته)[٢٧٧]:

مرّ تصحيح أنّه ينوي صـ٦.

[١٨٨] **قوله:** (أنّه يقع الثلاث)[٢٧٨]: ثنتان باللفظة الأولى وواحدة بالثانية، ويظهر لي أن لو قال: أنت طالق بطلاق هو أكثر من واحدة وأقلّ من ثنتين وجب أن لا يقع قياساً ولا استحساناً إلاّ ثنتان.

[١٨٩] **قوله:** (رجل قال له غيره)[٢٧٩]: أي: ويجعل من التعليل.

[١٩٠] **قوله:** (فأيّ شيء نوى صحّت نيته)[٢٨٠]:

أقول: ومفاده أنّه لو مات ولَم يبين نيته لا يقع؛ إذ لا وقوع بالشكّ، والله أعلم.

[١٩١] **قوله:** (أمّا إذا أراد به الردّ لا يقع الطلاق)[٢٨١]: يصحّ إرادة الردّ بقوله: "خواہم" في جواب من قال: "خواہی تازنت راطلاق کنم".

---

(٢٧٧) الخانية، كتاب الطلاق، فصل في صريح الطلاق... إلخ، ١/ ٤٦١، (هامش الهندية).

(٢٧٨) المرجع السابق.

(٢٧٩) المرجع السابق.

(٢٨٠) المرجع السابق.

(٢٨١) المرجع السابق.

[١٩٢] **قوله:** (أنّها طالق طلقت للحال)[٢٨٢]: ولو قال: "قل لها: أنت طالق" لا، ما لَم يقل. قد تقدّم آخر صـ٤٥٧[٢٨٣].

[١٩٣] **قوله:** (فقال: لست لي بامرأة)[٢٨٤]:

"لست لي بامرأة" طلاق بلا نية في جواب سؤال الطلاق.

[١٩٤] **قوله:** (قال الصدر الشهيد رحمه الله تعالى)[٢٨٥]: هذا على وَزان ما مرّ منه صـ٢١٢[٢٨٦] خلافاً للإمام الفقيه أبي الليث.

[١٩٥] **قوله:** (لا تطلق امرأته)[٢٨٧]: أي: إذا قال: لَم أنو الطلاق كما في الخلاصة والهندية[٢٨٨].

---

(٢٨٢) الخانية، كتاب الطلاق، الباب الأوّل، فصل في صريح الطلاق... إلخ، ١/ ٤٦٢، (هامش الهندية).

(٢٨٣) انظر المرجع السابق، صـ٤٥٧.

(٢٨٤) المرجع السابق، صـ٤٦٣.

(٢٨٥) المرجع السابق، صـ٤٦٤.

(٢٨٦) انظر المرجع السابق، صـ٤٦٠.

(٢٨٧) المرجع السابق، صـ٤٦٦.

(٢٨٨) الهندية، كتاب الطلاق، الباب الثاني، الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية، ١/ ٣٨٢.

[١٩٦] **قوله:** (وسكت ساعة)[٢٨٩]:

قيّد به لـما يأتي أوّل الصفحة الآتية[٢٩٠].

[١٩٧] **قوله:** (إذا لَم يتخلّل)[٢٩١]: قيّد به للفرع قبله.

فصل في الكنايات والمدلولات

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- **في الفتاوى الرضوية]**

[١٩٨] **قوله:** (الكناية ما يحتمل الطلاق ولا يكون الطلاق مذكوراً نصّاً)[٢٩٢]: معناه: لا يكون نصّاً في الطلاق كيف وقد قال فيها: (لو قال: أنت طالق فاعتدي، وقال: عنيتُ به العدّة صحّت نيته وإن عنَى به تطليقة أخرى أو لم ينو شيئاً فهي تطليقة أخرى،

---

(٢٨٩) الخانية، كتاب الطلاق، الباب الأوّل، فصل في صريح الطلاق... إلخ، ١/ ٤٦٦، (هامش الهندية).

(٢٩٠) انظر المقولة الآتية.

(٢٩١) الخانية، كتاب الطلاق، الباب الأوّل، فصل في صريح الطلاق... إلخ، ١/ ٤٦٦، (هامش الهندية).

(٢٩٢) الخانية، كتاب الطلاق، الباب الأوّل، فصل في الكنايات والمدلولات، ١/ ٤٦٧، (هامش الهندية).

وكذلك واعتدي أو قال: اعتدي بغير حرف العطف) فقد أوقع بالكناية أخرى عند النية مع وجود الصريح وإنّما لم يحتج إلى النية لتقدّم الصريح فكان من المذاكرة[٢٩٣].

[١٩٩] **قوله:** (في حال مذاكرة الطلاق أو في الغضب)[٢٩٤]: يدلّ على أنّها تصلح ردّاً، ويأتي بعد أسطر في بعض هذه الألفاظ خلافه.

[٢٠٠] **قوله:** (ونوى الثنتين صحّت نيته)[٢٩٥]:

لأنّ الثنتين فيها ثلاث.

باب التعليق

[٢٠١] **قوله:** (ويكون الزوج)[٢٩٦]: وهي أيضاً؛ لأنّها قد سألت وهو قد علّق بسؤالها وإن علّق على مشيئتها فلم يقع فإنّ التعليق كان على التعليق دون الوقوع.

---

(٢٩٣) الفتاوى الرضوية، كتاب الطلاق، باب الكناية، ١٢/ ٦١٢.

(٢٩٤) الخانية، كتاب الطلاق، الباب الأوّل، فصل في الكنايات والمدلولات، ١/ ٤٦٧، (هامش الهندية).

(٢٩٥) المرجع السابق، صـ٤٦٩.

(٢٩٦) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٧٥، (هامش الهندية).

[٢٠٢] **قوله**: (قال: يُصدّق الجارية)[٢٩٧]:

يعيد المسألة ويذكر خلافاً.

[٢٠٣] **قوله**: (حلف بطلاقها يقع الطلاق)[٢٩٨]: لأنّ "تصيري مطلّقة" يحتمل التعليق -أي: تمليك الطلاق- ويحتمل الإيعاد.

[٢٠٤] **قوله**: (على رأس هذا الرمح فأنت طالق)[٢٩٩]:

وقيل: البرّ في ذلك أن ينقب السقف ويجعل فيه الرمح حتى يكون رأسه مما يلي السطح الأعلى من السقف فيجامع عليه فإنّه قد جامعها على رأس هذا الرمح.

[٢٠٥] **قوله**: (لأنّه نظر إلى عكس فرجها)[٣٠٠]:

أقول: تفيد المسألة أنّ النظر إلى عكس الفرج في المرآة لا يحرم وإلاّ يوجد النظر إلى الحرام فيحنث وفيه تأمّل فتأمل، والله تعالى أعلم.

---

(٢٩٧) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٧٧، (هامش الهندية).

(٢٩٨) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٨٦، (هامش الهندية).

(٢٩٩) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٨٧، (هامش الهندية).

(٣٠٠) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٨٧، (هامش الهندية).

[٢٠٦] **قوله:** (بذلك فكره وغضب)[٣٠١]:

أقول: اقتصر على ذكر الكراهة بناء في التصوير التالي إشارة إلى أو لو قال الزوج: "احملي" يصير الباعث هو لا هي، وإن قالت بعده، فقولها ليس بعثاً بل تأكيداً لأمره.

[٢٠٧] **قوله:** (من دار المولى بأجود من ذلك)[٣٠٢]:

أقول: قيّدته [تصريحاً][٣٠٣] على الخفي؛ لأنّ لواهم أن يتوهّم أنّ غضبه إنّما يدلّ على الأمر بإعطاء ما طلبوا فبعث الأجود يكون من المرأة فلا يكون حمل الجارية الأجود إلاّ طاعة لمولاتِها ويحتمل أن يكون المراد -والله تعالى أعلم- أن لو قالت: احملي نفس ما طلبوا لَم يكن طاعة لها مطلقاً؛ لأنّ غضبه على عدم عطاء ذلك الشيء أمر دلالة بإعطائه فكان كأن قال صراحةً: "احملي"، أمّا إذا أمرت بأجود فذات الشيء مأمور بها من قبل الزوج وصفة الجودة من جهة المرأة فاحتمل الأمر طاعة كلّ منهما فيحكم الدليل، فليتأمل. بل يظهر لي

---

(٣٠١) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٩٠، (هامش الهندية).

(٣٠٢) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٩٠، (هامش الهندية).

(٣٠٣) في المخطوط (قيدته نصيصاً)، ولعله كما أثبتنا، والله تعالى أعلم.

أنّ هذا هو الأقرب إذ لو لَم تقل المرأة شيئاً وحملت الجارية نفس الشيء بعد ما غضب فلا شكّ أنّه هو الباعث ويجوز للجارية أن تقول..... ....موالاة[٣٠٤]، فإذن قيد الأجود ملحوظ والاستقصار على ذكر الكراهة لإفادة أنّ الأمر دلالة مثل الأمر أيضاً والله تعالى أعلم.

أقول: ولكن لا بدّ فيما يظهر أن لا يكون أكثر عما سألوا بحيث لا يرضى به الزوج فإنّ المرأة إن أمرت بهذا تكون هي الباعثة وكذا إن ظنّت فأمرت أن تحمل شيئاً قليلاً لا يرضى الزوج ببعثه إليهم لقلته فهاهنا أيضاً لا تكون الجارية ممتثلة لأمر المرأة وكلّ ذلك يدخل تحت قوله: "إن علم بالدليل... إلخ".

[٢٠٨] **قوله:** (لا يحنث الحالف)[٣٠٥]:

أقول: تدّل المسألة أنّ البعث لا يتمّ بمجرد الأمر ما لَم يمتثل المأمور وإلاّ فقد وجد الأمر من المرأة أن اذهبي واحملي.

---

(٣٠٤) هنا في المخطوط بياض ولعلّ العبارة -والله تعالى أعلم- بعده: (فعلتُ ذلك طاعة لمولاها لا لأجل مولاتِها).

(٣٠٥) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٩٠، (هامش الهندية).

[٢٠٩] **قوله**: (أن تكون صورة المسألة إذا سأل)[٣٠٦]:

أقول: يشير بذلك رحمه الله تعالى أنّ أمر الزوج الجارية بعد ذلك أن تعطيهم ما أرادوا ليس جزء تصوير المسألة بل هو وعدمه سواء إنّما المبنَى على كراهة عدم إعطائها عين [ما] سألوا وقول المرأة بعد ذلك: احملي، فحملت فإن حملت لقولها حنث؛ إذ الكراهة لَم يحنث.

[٢١٠] **قوله**: (لأنّه صار ملكاً لصاحب القدر)[٣٠٧]: لأنّ رضا الزوج بذلك توكيل عرفاً ورضا صاحب القدر قبول واتصاله بماله قبض فتمّت الهبة.

[٢١١] **قوله**: (إن كان يعلم أنّه)[٣٠٨]: وإن لَم يعلم، وراجع الفتح[٣٠٩] من مسألة الحلف بقتل زيد وزيد ميت يمكن فرق بينهما، فإنّ مادة الحياة ممكنة دون الوقت.

---

(٣٠٦) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٩٠، (هامش الهندية).

(٣٠٧) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٩٠، (هامش الهندية).

(٣٠٨) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٩٢، (هامش الهندية).

(٣٠٩) الفتح، كتاب الأيمان، باب اليمين في الضرب والقتل، ٤/ ٤٦٣.

[٢١٢] **قوله**: (في قول أبي حنيفة)[٣١٠]: لعدم تصوير البرّ.

[٢١٣] **قوله**: (وبه أخذ الفقيه)[٣١١]:

فإنّ تصوير البرّ شرط بقاء الموجبة.

[٢١٤] **قوله**: (قال بعضهم: لا يحنث)[٣١٢]:

قدّمه هاهنا وسيصرّح بتصحيحه في الأيمان، صـ٣٣١[٣١٣].

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية:]

[٢١٥] **قوله**: (حنث وعليها الاعتماد)[٣١٤]:

وقال في الكبرى وغيرها: وعليه الفتوى[٣١٥].

[٢١٦] **قوله**: (وإن علمت أنّه ليس من الفجور لا تطلق)[٣١٦]:

---

(٣١٠) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٩٢، (هامش الهندية).

(٣١١) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٩٣، (هامش الهندية).

(٣١٢) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٩٤، (هامش الهندية).

(٣١٣) انظر الخانية، كتاب الأيمان، فصل في اليمين على الشتم والقذف، ٢/ ١١١.

(٣١٤) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٩٤، (هامش الهندية).

(٣١٥) الفتاوى الرضوية، كتاب الأيمان، ١٣/ ٥٥١.

(٣١٦) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٩٥، (هامش الهندية).

قلتُ: وكذا إن لَم تعلم شيئاً لعدم الوقوع بالشكّ وله نظائر جمة.

[٢١٧] **قوله**: (وعن محمد رحمة الله عليه)[٣١٧]: به مرّ الجزم صـ٢٢٣[٣١٨].

[٢١٨] **قوله**: (قال مولانا رضي الله عنه: لا حاجة إلى هذا التكلّف)[٣١٩]: نعم لو زاد: فإن دفعتِه إلى أحد وإن أبقيتِه فيه، فحينئذ الحيلة ما ذكروا.

[٢١٩] **قوله**: (إلى غيرها لا يحنث في يمينه)[٣٢٠]: وكذا إن سقتِه غيرها. نعم إن زاد السقي والدفع فحينئذ يحتاج إلى مثل الحيلة.

[٢٢٠] **قوله**: (فاشترت)[٣٢١]: ماءً بالخبز.

[٢٢١] **قوله**: (فإنّك تطلقين)[٣٢٢]: يحتمل التعليق ويحتمل الإيعاد بأنّه إن طلقها يطلق السائلة أيضاً.

---

(٣١٧) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٩٧، (هامش الهندية).

(٣١٨) انظر المرجع السابق، صـ٤٧٧.

(٣١٩) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٩٩، (هامش الهندية).

(٣٢٠) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٤٩٩، (هامش الهندية).

(٣٢١) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٥٠٠، (هامش الهندية).

(٣٢٢) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٥٠١، (هامش الهندية).

[٢٢٢] **قوله:** (قالوا: لا يسع لهذه المرأة المقام)[٣٢٣]: لأنّ قوله السابق: "إن طلّقتُها فإنّك تطلقين" دليل على نية الطلاق في قوله: "استتري" فطلقت اثنتين هذه والأولى، والمعلقة الرجعية حيث صارت بائنة بلحوق هذه.

[٢٢٣] **قوله:** (أكثر من واحدة)[٣٢٤]: وهي الرجعية المعلقة.

[٢٢٤] **قوله:** (وإن حلف رجعت إليه بنكاح جديد)[٣٢٥]:

ليتأمّل وجهه فإنّ الواقع إن جعل هو المعلق كما قرّرنا فهو رجعي وإن جعل البائن لَم تكن حاجة إلى التحليف بأنّه ما أراد أكثر من واحدة فإنّ حكم الواحدة والاثنتين سواء في جواز الرجوع بنكاح جديد، وليراجع.

[٢٢٥] **قوله:** (وكان كلامه)[٣٢٦]:

أي: وإن لَم يكن موصولاً بعد الأولى.

---

(٣٢٣) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٥٠١، (هامش الهندية).

(٣٢٤) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٥٠١، (هامش الهندية).

(٣٢٥) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٥٠١، (هامش الهندية).

(٣٢٦) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٥٠١، (هامش الهندية).

[٢٢٦] **قوله:** (لا يقع الطلاق عليها)[٣٢٧]:

لأنّ التعليق وإن صحّ بالإضافة إلى الملك لكن الملك يشترط حالة الحنث؛ لأنّ التعليق يعود تنجّزاً إذا حنث وهو لا يَملك التنجّز إلاّ في ملكه فحيث لا ملك لَم يصحّ ولغا.

[٢٢٧] **قوله:** (ولو كلّم ثم تزوّج)[٣٢٨]:

قلتُ: انظر أنّ وقوع الطلاق إنّما هو بالكلام بعد التزوّج ولا يشترط معه أن يكون التزوّج بعد الكلام لِما علمت أنّ التعليق كان صحيحاً لإضافة إلى الملك ثم إذا فعل المحلوف عليه والمرأة في عصمة نكاحه حنث قطعاً ولا أثر في ذلك لتقدم الكلام قبل النكاح أو عدمه وإليه يرشدك قوله: "ولو قال: كل امرأة... إلخ" في التصويرات الآتية حيث لَم يذكر كلاماً قبل التزوج.

[٢٢٨] **قوله:** (لا تطلق الثانية)[٣٢٩]: لانحلال اليمين بالمرة الأولى؛ لأنّ "إن" لا يقتضي التكرار.

---

(٣٢٧) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٥٠٣، (هامش الهندية).

(٣٢٨) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٥٠٣، (هامش الهندية).

(٣٢٩) الخانية، كتاب الطلاق، باب التعليق، ١/ ٥٠٣، (هامش الهندية).

[٢٢٩] **قوله:** (لا يقع الطلاق)[٣٣٠]:

لأنّ قوله: "لا" زائدة على ما يرشدك إليه التعليل.

(٣٣٠) لم يبلغ فهمنا القاصر إلى تعيين هذا المقام، والله تعالى أعلم.

﴿ كتاب الأيمان ﴾

فصل في اليمين الموقتة

[٢٣٠] **قوله:** (وفلان أمير هذه البلدة)[٣٣١]:

الحال أنّ فلاناً ذاك.

[٢٣١] **قوله:** (لانتهاء اليمين)[٣٣٢]: أفاد أنّ المراد بقوله: "ما دام... إلخ" كونه في البلدة لا كونه أميرها.

فصل فيما يكون على الفوق أو على الأبد

[٢٣٢] **قوله:** (لا يحنث أبداً)[٣٣٣]:

لأنّ الترك يستدعي القدرة فبغير المقدور غير متروك.

فصل في التزويج

[٢٣٣] **قوله:** (لا يكون حانثاً)[٣٣٤]: لأنّها منصرف حينئذ عقد الشركة.

---

(٣٣١) الخانية، كتاب الأيمان، فصل في اليمين الموقتة، ٢/ ٢٣، (هامش الهندية).

(٣٣٢) الخانية، كتاب الأيمان، فصل في اليمين الموقتة، ٢/ ٢٣، (هامش الهندية).

(٣٣٣) الخانية، كتاب الأيمان، فصل فيما يكون على الفوق أو على الأبد، ٢/ ٣٣، (هامش الهندية).

(٣٣٤) الخانية، كتاب الأيمان، فصل في التزويج، ٢/ ٤٠، (هامش الهندية).

[٢٣٤] **قوله:** (واستوفى غلته)[٣٣٥]: لَم يحنثه؛ لأنّه لَم يعقد إن كانت الإجارة تتجدّد شيئاً فشيئاً؛ لأنّ مبنَى الأيمان العرف.

مسائل اليمين على الترك

[٢٣٥] **قوله:** (في كلّ شهر مرة ولَم يترك الخصومة)[٣٣٦]:

لزمته الإعادةُ كلّ شهر لقوله: حتى آخذها وإلاّ كفته الدعوى مرة؛ لأنّه لَم يترك وإنّما الترك أن لا يدعي أصيلاً، هذا ما يظهر، والله تعالى أعلم.

[٢٣٦] **قوله:** (لا يقع الطلاق)[٣٣٧]: لأنّه استثنَى أمر الشراء.

فصل في اللبس والكسوة والخياطة

[٢٣٧] **قوله:** (ولَم يقدر العلم بشيء)[٣٣٨]: يأتي في الحظر ما يفيد اعتماد التقدير بأربع أصابع، صـ٢٧٠[٣٣٩].

---

(٣٣٥) الخانية، كتاب الأيمان، فصل في التزويج، ٢/ ٤٢، (هامش الهندية).

(٣٣٦) الخانية، كتاب الأيمان، مسائل اليمين على الترك، ٢/ ٤٣، (هامش الهندية).

(٣٣٧) الخانية، كتاب الأيمان، مسائل في السرقة... إلخ، ٢/ ٥٠، (هامش الهندية).

(٣٣٨) الخانية، كتاب الأيمان، فصل في اللبس...إلخ، ٢/ ٧٠، (هامش الهندية).

(٣٣٩) انظر باب ما يكره من الثياب... إلخ، ٣/ ٤١٢. وانظر المقولة: [٣٣٢] وما بعدها.

[٢٣٨] **قوله:** (لأنّه ليس للفور)[٣٤٠]: وإنّما يراد به التفريع وحاصله: إذا كان الأمر كذلك فالآن إن فعلت كذا فأنت كذا، فمعنَى فالآن على هذا التقدير وهكذا هو عرفنا تقول: "*واللہ اب زید کے یہاں نہ جاؤں گا*" فليس هذا للفور.

أقول: فإن نوى الفور ينبغي أن يُديّن؛ لأنّه نوى محتمل كلامه ولا يصدقه القاضي؛ لأنّه خلاف الظاهر، والله تعالى أعلم.

فصل في الضرب والقتل ونحو ذلك

[٢٣٩] **قوله:** (يضربها بشمراخ)[٣٤١]:

أخذاً من الآية الكريمة: ﴿**وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ**﴾ [ص: ٤٤].

---

(٣٤٠) الخانية، كتاب الأيمان، فصل في اللبس والكسوة والخياطة، ٢/ ٧٢، (هامش الهندية).

(٣٤١) الخانية، كتاب الأيمان، فصل في الضرب والقتل ونحو ذلك، ٢/ ١١٣، (هامش الهندية).

﴿ كتاب البيوع ﴾

١. فصل في البيع الموقوف

٢. فصل في الاستحقاق ودعوى الحرية

٣. فصل في مسائل الغرور

٤. باب ما يدخل في البيع من غير ذكره وما لا يدخل

٥. فصل فيما يتضرر به الجيران ويخاصمه في ذلك

٦. باب في بيع غير الملك

فصل في البيع الموقوف

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

[٢٤٠] **قوله:** (وجد نفاذاً على العاقد)[٣٤٢]: كما نصّ عليه في الهداية والدرّ المختار وعامة الأسفار في الدرّ[٣٤٣]: (لو اشترى لغيره نفذ عليه... إلخ)[٣٤٤].

[٢٤١] **قوله:** (لا تصحّ إجازته؛ لأنّه بيع ما لَم يقبض)[٣٤٥]:

قلت: والوجه فيه أنّ البيع يتمّ بمجرّد الإيجاب والقبول من دون احتياج إلى القبض فالثوب كان ملك المشتري والبائع فضولي في بيع الثاني، وكلّ عقد صدر من الفضولي ولا مجيز له حين العقد بطل والمشتري لا يملك البيع قبل القبض فكذا الإجازة فكان باطلاً لا تلحقه الإجازة، والله تعالى أعلم.

---

(٣٤٢) الخانية، كتاب البيوع، فصل في البيع الموقوف، ٢/ ١٧٣، (هامش الهندية).

(٣٤٣) الدرّ، كتاب البيوع، فصل في الفضولي، ٧/ ٣٢١-٣٢٢.

(٣٤٤) الفتاوى الرضوية، كتاب البيوع، ١٧/ ٢٠٧.

(٣٤٥) الخانية، كتاب البيوع، فصل في البيع الموقوف، ٢/ ١٧٥، (هامش الهندية).

فصل في الاستحقاق ودعوى الحرية

[٢٤٢] **قوله:** (أو بعده قال أبو يوسف رحمه الله تعالى)[٣٤٦]: وعن الإمام فيما بعد القبض روايتان محيط، عالمگيري، ج٣، صـ٥٦[٣٤٧].

[٢٤٣] **قوله:** (لا ينفسخ البيع ما لَم يرجع المشتري)[٣٤٨]:

فيصحّ الإجازة، وأمّا إذا رجع وانفسخ البيع فهذا إجازة لمعدوم فلا يصحّ.

فصل في مسائل الغرور

[٢٤٤] **قوله:** (ما انتقض من بناء الدار العامرة)[٣٤٩]:

صوابه بالصاد المهملة[٣٥٠].

---

(٣٤٦) الخانية، كتاب البيوع، فصل في الاستحقاق ودعوى الحرية، ٢/ ٢٢٤، (هامش الهندية).

(٣٤٧) الهندية، كتاب البيوع، الباب الخامس عشر في الاستحقاق، ٣/ ١٦٦.

(٣٤٨) الخانية، كتاب البيوع، فصل في الاستحقاق ودعوى الحرية، ٢/ ٢٢٦، (هامش الهندية).

(٣٤٩) الخانية، كتاب البيوع، فصل في مسائل الغرور، ٢/ ٢٣١، (هامش الهندية).

(٣٥٠) أي: (ما انتقص من بناء الدار العامرة).

[٢٤٥] **قوله:** (ويدفع)[٣٥١]: صوابه: يرفع بالراء.

باب ما يدخل في البيع من غير ذكره وما لا يدخل

[٢٤٦] **قوله:** (في اليوم مرة أو مرتين)[٣٥٢]:

تعلقّ بالارتفاع أمر ولا يكثر الارتفاع كيلا يتضرّرا.

فصل فيما يتضرّر به الجيران ويخاصمه في ذلك

[٢٤٧] **قوله:** (على كلّ حال)[٣٥٣]:

أي: وإن شرط المورث بقاء الجذوع والسرداب.

باب في بيع غير المالك

[٢٤٨] **قوله:** (ولا يحتاج بعد ذلك)[٣٥٤]: لأنّ عبارته تقوم مقام العبارتين.

---

(٣٥١) الخانية، كتاب البيوع، فصل في مسائل الغرور، ٢/ ٢٣١، (هامش الهندية).

(٣٥٢) الخانية، كتاب البيوع، باب ما يدخل في البيع من غير ذكره وما لا يدخل، ٢/ ٢٤١، (هامش الهندية).

(٣٥٣) الخانية، كتاب البيوع، فصل فيما يتضرر به الجيران ويخاصمه في ذلك، ٢/ ٢٨٣، (هامش الهندية).

(٣٥٤) الخانية، كتاب البيوع، باب في بيع غير المالك، ٢/ ٢٨٦، (هامش الهندية).

﴿ كتاب الإجارات ﴾

١. فصل في الألفاظ التي تنعقد بها الإجارة... إلخ

٢. فصل في الإجارة الطويلة

٣. فصل فيما يجب الأجر على المستأجر وفيما لا يجب

٤. باب الإجارة الفاسدة

فصل في الألفاظ التي تنعقد بها الإجارة... إلخ

[٢٤٩] **قوله:** (قبل الإجازة بطل العقد)[٣٥٥]: يعني: وقبل استيفاء المستأجر المنفعة وإلاّ نفذت للفضولي واستحقّ الأجر وإن وجب عليه التصدّق به أو الدفع إلى المالك وهو الأولى.

فصل في الإجارة الطويلة

[٢٥٠] **قوله:** (طلب المشتري)[٣٥٦]:

أمّا إن لَم يطلب فلا أجر على المستأجر إلاّ إذا كان معدّاً للاستغلال، صرحّ به في الخيرية من الإجارة صـ١١١[٣٥٧].

[٢٥١] **قوله:** [طلب المشتري الأجر من المستأجر][٣٥٨]:

القديم إجارة مستأنفة، فليحفظ.

---

(٣٥٥) الخانية، كتاب الإجارات، فصل في الألفاظ التي تنعقد بها الإجارة... إلخ، ٢/ ٣٠١، (هامش الهندية).

(٣٥٦) الخانية، كتاب البيوع، فصل في الإجارة الطويلة، ٢/ ٣٠٨، (هامش الهندية).

(٣٥٧) الخيرية، كتاب الإجارة، ٢/ ١٨٨.

(٣٥٨) الخانية، كتاب البيوع، فصل في الإجارة الطويلة، ٢/ ٣٠٨، (هامش الهندية).

[٢٥٢] **قوله:** [فلا يلزمه الوفاء][٣٥٩]: لا يجب الوفاء لوعده بيع الوفاء. **قلت:** وفيه نزاع طويل.

[٢٥٣] **قوله:** (كانت الأجرة واجبة على المقرض)[٣٦٠]: كأنّه ينظر إلى الانتفاع إنّما يجوز إذا لَم يكن مشروطاً في العقد، فافهم.

فصل فيما يجب الأجر على المستأجر وفيما لا يجب

[٢٥٤] **قوله:** (اتفقت الروايات على أنّه لا يجب الأجر)[٣٦١]:

أقول: انظره مع ما يأتي أواخر الصفحة التالية من الاختلافات.

[٢٥٥] **قوله:** (إذا استأجر داراً وبنَى فيها ثُمّ آجرها من الآجر)[٣٦٢]: أجار الدار من المؤجر الصحيح أنّ الإجارة لا تنقض لكن لا يجب الأجر ما دامت في يد المؤجر.

---

(٣٥٩) الخانية، كتاب البيوع، فصل في الإجارة الطويلة، ٢/ ٣٠٨، (هامش الهندية).

(٣٦٠) المرجع السابق، صـ٣٠٩.

(٣٦١) الخانية، كتاب الإجارات، فصل فيما يجب الأجر على المستأجر وفيما لا يجب، ٢/ ٣١٨، (هامش الهندية).

(٣٦٢) المرجع السابق، صـ٣١٩.

باب الإجارة الفاسدة

[٢٥٦] **قوله:** (كما يجوز استئجار الكنائس وقال صاحباه)[٣٦٣]:

أقول: فيهما فرق ظاهر، فإنّ المقصود في استئجار الكنائس ليس هو حمل العَذرات بل تنظيف المكان والمقصود في حمل الخمر الشربُ.

[٢٥٧] **قوله:** (رجل لغسل الميت لا يجوز)[٣٦٤]: انظر الهندية[٣٦٥].

[٢٥٨] **قوله:** (متَى تَهبّ الريح)[٣٦٦]:

أقول: انظر إذا قاله والريح هابّة.

[٢٥٩] **قوله:** (لعمل معلوم)[٣٦٧]:

فإن بذكر الوقت تصير المنفعة معلومة.

[٢٦٠] **قوله:** (بيان العمل)[٣٦٨]: لـما علمتَ من أنّ قوله: "اليوم" بيان للمنفعة.

---

(٣٦٣) الخانية، كتاب الإجارات، باب الإجارة الفاسدة، ٢/ ٣٢٤، (هامش الهندية).

(٣٦٤) المرجع السابق، صـ٣٢٥.

(٣٦٥) الهندية، كتاب الإجارة، في مسائل الشيوع في الإجارة، ٤/ ٤٥٢-٤٥٣.

(٣٦٦) الخانية، كتاب الإجارات، باب الإجارة الفاسدة، ٢/ ٣٢٦، (هامش الهندية).

(٣٦٧) و(٣٦٨) المرجع السابق.

[٢٦١] **قوله:** (فلا يتغيّر)[٣٦٩]: بعد ذلك بذكر ذر.

[٢٦٢] **قوله:** (ولا يدري متَى يجيء المشتري)[٣٧٠]:

أقول: انظر إذا عيّن له المشتري بأن قال: أتمّ بيع هذا الشيء بيني وبين فلان ولك كذا، فإن قيل: عسى أن لا فرق فإنّ المعقود عليه هو البيع وهو لا يتمّ إلاّ برضا المشتري ولا يدري متى يرضى بل ولا يدري هل يرضى؟

قلت: بل المعقود عليه مقدمات البيع وهو قادر عليها في الحال عند تعين المشتري وليس المعقود عليه هو البيع، ألا ترى أنّه يستحقّ الأجر وإن كان البيع يكون من صاحب المتاع كما سيأتي صـ٣٣[٣٧١]، ولعلّ طلب من يشتري لا يُعدّ من مقدمات البيع فإنّ من بقي سنة يطلب لسلعته مشترياً لا يقال: إنّه بقي سنة في البيع، فافهم.

---

(٣٦٩) الخانية، كتاب الإجارات، باب الإجارة الفاسدة، ٢/ ٣٢٦، (هامش الهندية).

(٣٧٠) المرجع السابق.

(٣٧١) انظر المرجع السابق، صـ٣٢٦-٣٢٧.

﴿ كتاب الدعوى والبيّنات ﴾

١. فصل فيما يتعلق بالنكاح من المهر والولد وغير ذلك

فصل فيما يتعلّق بالنكاح من المهر والولد وغير ذلك

[٢٦٣] **قوله:** (لا يقضى بِمهر المثل بعد موت الزوجين)[٣٧٢]:

أقول: حقّق في جامع الفصولين أنّ هذا عنده إذا تقادم الأمر بحيث لا يوقف على مقدار مهر مثلها وإلاّ حكم مهر المثل، فراجعه، صـ٢٥٩[٣٧٣].

(٣٧٢) الخانية، كتاب الدعوى والبينات، فصل فيما يتعلق بالنكاح من المهر والولد وغير ذلك، ٢/ ٤١٢، (هامش الهندية).

(٣٧٣) جامع الفصولين، الفصل العشرون في دعوى النكاح والمهر والنفقة ودعوى الجهاز وما يتعلق به، ١/ ١٨٧-١٨٨.

﴿ كتاب الشهادات ﴾

١. فصل فيمن لا تقبل شهادته لفسقه

٢. مسائل التزكية والتعديل

فصل فيمن لا تقبل شهادته لفسقه

[٢٦٤] **قوله:** (كالزكاة والحجّ والصوم)[٣٧٤]: لعلّ هذا وقع هاهنا سهواً من الناسخ فإنّهما لا وقت لهما معيناً إلاّ أن يبنَى على القول بالقدر ولكنه سيصرّح بعده أن ليس لهما وقت معين.

[٢٦٥] **قوله:** (والمرأة والفاسق)[٣٧٥]: انظره مع ما تقدّم صـ٢٠٠[٣٧٦]، في مسألة تعديل المدّعى عليه الشهود أنّه إذا كان عدلاً يصلح للتزكية لا إن كان مستوراً أو فاسقاً وقال بعده: إن كان فاسقاً أو مستوراً لا يصحّ تعديله وفي ردّ المحتارصـ٥٧٧[٣٧٧]، تزكية الكاذب الفاسق لا تصحّ، وفي الدرّ[٣٧٨] عن البحر عن التهذيب: (المجهول لا يعرف المجهول)، فليحرّر.

---

(٣٧٤) الخانية، كتاب الشهادات، فصل فيمن لا تقبل شهادته لفسقه، ٢/ ٤٦٠، (هامش الهندية).

(٣٧٥) المرجع السابق، صـ٤٦٥.

(٣٧٦) انظر المرجع السابق، صـ٤٦٢-٤٦٣.

(٣٧٧) ردّ المختار، كتاب الشهادات، ٨/ ٢٠٥، تحت قول الدرّ: (لم يصلح).

(٣٧٨) الدرّ، كتاب الشهادات، ٨/ ٢٠٥.

﴿ كتاب الصلح ﴾

١. فصل فيما يجوز لأحد الشريكين أن يفعل في المشترك

فصل فيما يجوز لأحد الشريكين أن يفعل في المشترك

[٢٦٦] **قوله:** (لا بأس بأكل توتها)[٣٧٩]: المختار أنّه لا يباح، هندية[٣٨٠] عن الذخيرة عن الإمام الصدر الشهيد.

(٣٧٩)الخانية، كتاب الصلح، فصل فيما يجوز لأحد الشريكين أن يفعل في المشترك، ٣/ ١١٩، (هامش الهندية).

(٣٨٠) الهندية، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات...إلخ، ٢/ ٤٧٧.

﴿ كتاب الإقرار ﴾

١. فصل فيما يكون إقراراً

فصل فيما يكون إقراراً

[٢٦٧] **قوله**: (إقراراً بالدار)[٣٨١]:

ويأتي صـ٣٢٧[٣٨٢] مع ذكر الخلاف.

[٢٦٨] **قوله**: (هذا إقراراً منه لمكان العرف)[٣٨٣]:

أقول: وأمّا في عرفنا فقوله بالإضافة: "مرا ده درم فلانی دانی ست" يتعيّن للإقرار، أمّا قوله: "بفلان دادنی ست" يحتمل الإقرار ويحتمل إيفاء الوعد وغير ذلك.

[٢٦٩] **قوله**: (بذلك الإقرار)[٣٨٤]: فيما بينهما وبين ربهما، وأمّا حكماً فلها المؤاخذة كما مرّ آنفاً.

[٢٧٠] **قوله**: (قال: جميع ما يعرف)[٣٨٥]: والأصل فيه أنّ كلّ ما أضافه إلى نفسه إضافة يفيد الملك، ثُمّ ذكر أنّه لفلان فذلك هبة

---

(٣٨١) الخانية، كتاب الإقرار، فصل فيما يكون إقراراً، ٣/ ١٢٤، (هامش الهندية).

(٣٨٢) انظر المرجع السابق، صـ١٢٩-١٣٠.

(٣٨٣) الخانية، كتاب الإقرار، فصل فيما يكون إقراراً، ٣/ ١٣٠، (هامش الهندية).

(٣٨٤) المرجع السابق.

(٣٨٥) المرجع السابق.

يشترط له ما يشترط في الهبة وإلاّ فإقرار يجبر على التسليم وقوله: ما يعرف منِّي أو ما ينسب إليَّ ليس إضافة مفيدة الملك كما ترى وكذا قوله: ما في بيتي أو يدي أو عندي أو نحو ذلك.

[٢٧١] **قوله:** (لا يجوز إلاّ بالتسليم)(٣٨٦): أي: لا يتمه.

[٢٧٢] **قوله:** (بعتُه لفلان جاز)(٣٨٧):

لأنّ الجهالة محتملة.

[٢٧٣] **قوله:** (كان البيع فاسداً)(٣٨٨):

لأنّ الجهالة فاحشة.

---

(٣٨٦) الخانية، كتاب الإقرار، فصل فيما يكون إقراراً، ٣/ ١٣٠، (هامش الهندية).

(٣٨٧) المرجع السابق، صـ١٣١.

(٣٨٨) المرجع السابق.

﴿ كتاب القسمة ﴾

فصل فيما يدخل في القسمة

[٢٧٤] **قوله:** (بدين على الأب كانت القسمة)[٣٨٩]:

يعني: محيط؛ لأنّه يمنع ملك الوارث فلا يصحّ تصرفاته، أمّا غير المحيط فلا يمنع فتصحّ ثم منها ما ينفذ ومنها ما لا.

[٢٧٥] **قوله:** (والشراء باطلة وكذا إذا اشتراه)[٣٩٠]:

إن حمل البطلان على معناه الظاهر فالتأويل ما ذكرنا وإن عمّ الدين المحيط وغير المحيط كان معنَى البطلان أعمّ من البطلان بالفعل ومن أنّه سيبطله القاضي وهذا من عموم المجاز ووُرود يبطل بمعنَى سيبطل كثير في كلام محمّد وغيره من الأئمة، والله أعلم.

فصل في قسمة الوصي والأب

[٢٧٦] **قوله:** (مشاعاً ثلثان من ذلك لصاحب الرغيفين ورغيف تام من نصيب)[٣٩١]: فكلّ لقمة أو بعض لقمة أكلها رجل

---

(٣٨٩) الخانية، كتاب القسمة، فصل فيما يدخل في القسمة، ٣/ ١٥٣، (هامش الهندية).

(٣٩٠) المرجع السابق.

(٣٩١) الخانية، كتاب القسمة، فصل في قسمة الوصي والأب، ٣/ ١٥٧، (هامش الهندية).

منهم فهي على خمسة أسهم، سهمان منها لصاحب الرغيفين وثلاثة لصاحب الثلاثة. وليس أنّ صاحب الرغيفين أكل من رغيفي نفسه رغيفاً وثلثيه حتى لا يكون الأجنبي أكل من رغيفيه إلاّ ثلثاً فلا يكون له إلاّ درهم، فهذه الدقيقة يترجّح جواب الفقيه، فلذا فقيه النفس قدّم [قول الفقيه].

[٢٧٧] **قوله**: (وقال الفقيه أبو بكر رحمه الله تعالى)[٣٩٢]:

وبه قضى أمير المؤمنين علي كرّم الله تعالى وجهه[٣٩٣].

[٢٧٨] **قوله**: (عندي لصاحب الرغيفين درهم)[٣٩٤]:

هذا هو جواب أمير المؤمنين عليّ كرّم الله تعالى وجهه.

---

(٣٩٢) الخانية، كتاب القسمة، فصل في قسمة الوصي والأب، ٣/ ١٥٧، (هامش الهندية).

(٣٩٣) نقله في كنز العمال، (١٤٥٠٨)، كتاب الخلافة مع الإمارة، قسم الأفعال، الجزء الخامس، ٣/ ٣٣٢. (دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الثانية)

(٣٩٤) الخانية، كتاب القسمة، فصل في قسمة الوصي والأب، ٣/ ١٥٧، (هامش الهندية).

كتاب المضاربة

[٢٧٩] **قوله:** (ثلثا الربح يكون للمضارب)[٣٩٥]: لأنّ نصف الربح له؛ لأنّه ربح ماله وهذا شرط له ثلثين من ربح الكلّ فلم يشرط له من مال المضاربة إلاّ ثلثاً وهو سدس الكلّ والسدس مع النصف ثلثان.

(٣٩٥) الخانية، كتاب المضاربة، ٣/ ١٦٣، (هامش الهندية).

﴿ كتاب الغصب ﴾

فصل فيما يصير به المرءُ غاصباً وضامناً

[٢٨٠] **قوله**: (يتملك الساحة وعليه قيمتها)[٣٩٦]:

الظاهر أنّ المعنَى تمليكها بعد ما يؤدي ضمانها لا أنّ تملّك بمجرّد البناء، وليحرّر. ثُمّ ظهر لي بالتحرير والحمد لله أنّ المعنَى تملّكها وانقطع حقّ المالك منتقلاً من العين إلى الضمان كما بيّناه فتاوانا[٣٩٧]، والله تعالى أعلم.

[٢٨١] **قوله**: (كان الجواب كذلك)[٣٩٨]: أي: تمليك صاحب الأكثر قيمته فإن استويا فيها فأصلح إذاً البيع.

فصل في براءة الغاصب والمديون

[٢٨٢] **قوله**: (يعلم بإباحته قال نصير رحمه الله تعالى)[٣٩٩]:

---

(٣٩٦) الخانية، كتاب الغصب، فصل فيما يصير به المرء غاصباً وضامناً، ٣/ ٢٤٣، (هامش الهندية).

(٣٩٧) انظر للتفصيل الفتاوى الرضوية، كتاب الغصب، ١٩/ ٦٤٣-٦٩٢.

(٣٩٨) الخانية، فصل فيما يصير به المرء غاصباً وضامناً، ٣/ ٢٤٣، (هامش الهندية).

(٣٩٩) الخانية، كتاب الغصب، فصل في براءة الغاصب والمديون، ٣/ ٢٦٠-٢٦١، (هامش الهندية).

لكن في الهندية[400] عن محيط السرخسي: (لا يباح)، وعن التتارخانية: (إن تناول أكل حراماً) ولَم يحكيا خلافاً، ويأتي في الصفحة القابلة[401] ترجيح ما في الهندية.

[٢٨٣] **قوله**: (قال محمد بن سلمة رحمه الله تعالى)[402]:

أي: لا يجوز لأحد التناول وإن علم بما قال المالك؛ لأنّه إبراء عن مجهول فلا يصحّ.

[٢٨٤] **قوله**: (لا يباح له الأكل)[403]:

العبارة تدلّ على ترجيح قوله بثلاثة وجوه: تقديمه، والتعليل له، ونسبة الخلاف إلى البعض.

---

(٤٠٠) الهندية، كتاب الهبة، الباب الثالث فيما يتعلق بالتحليل، ٤/ ٣٨٢.

(٤٠١) انظر الخانية، كتاب الهبة، فصل فيما يكون هبة وما لا يكون، ٣/ ٢٦١، (هامش الهندية).

(٤٠٢) الخانية، كتاب الغصب، فصل في براءة الغاصب والمديون، ٣/ ٢٦٠، (هامش الهندية).

(٤٠٣) المرجع السابق، صـ٢٦١.

﴿ كتاب الهبة ﴾

١. فصل فيما يكون هبة من الألفاظ وما لا يكون

٢. فصل في هبة المشاع

٣. فصل في الصدقة

فصل فيما يكون هبة من الألفاظ وما لا يكون

[٢٨٥] **قوله:** (منه ما شئت عن أبي يوسف رحمه الله تعالى)[٤٠٤]:

أقول: وبه يعلم تعيين مقدار الموهوب غير مشروط بخلاف البيع لكن تحقيق المقام ذكرناه♣ على هامش ردّ المحتار[٤٠٥] بتوفيق الله تعالى.

[٢٨٦] **قوله:** (عند الإلقاء وسعه أن يأخذه)[٤٠٦]: هذا في جواز الأخذ وهو منوط بالعلم بأنّ المالك قال ذلك بالاتفاق، أمّا هل يناط به حصول الملك للآخذ أيضاً حتى لو لَم يعلم وأهلك كان غاصباً ويضمن أم لا؟ ذهب في القنية إلى الثاني وفي البحر[٤٠٧] عن

---

(٤٠٤) الخانية، كتاب الهبة، فصل فيما يكون هبة من الألفاظ وما لا يكون، ٣/ ٢٦١، (هامش الهندية).

♣ لم يتيسّر لنا منه شيء بعد جهد كثير، ولعلّ الله تعالى يحدث بعد ذلك أمراً.

(٤٠٥) انظر للتفصيل الفتاوى الرضوية، كتاب الهبة، ١٩/ ١٧٩-٣٠٤.

(٤٠٦) الخانية، كتاب الهبة، فصل فيما يكون هبة من الألفاظ وما لا يكون، ٣/ ٢٦٣، (هامش الهندية).

(٤٠٧) البحر، كتاب الهبة، ٧/ ٤٨٤.

المنتقى وفي الهندية[408] عن الخلاصة ما يعطي الجزم بالأوّل وهو الظاهر وكأنّ الخلاف مبني على أنّه هل يشترط في الهبة القبول، وراجع ما كتبنا[409] على هامش ردّ المحتار.

[٢٨٧] **قوله:** (لمكان العرف والعادة قال مولانا رحمه الله تعالى)[410]: هذا قول تلميذ القاضي الإمام صاحب الفتاوى رحمه الله تعالى، والمراد بِمولانا هو القاضي العلام وفي بعض الكتب مقامه: قال رضي الله تعالى عنه والمراد هو الإمام الهمام فخر الـملّة والدين والإسلام.

[٢٨٨] **قوله:** (لا يقسم فيكون هذا)[411]: لأنّه شيء ثابت في الذمة لا وجود له في الخارج حتى يكون مورد القسمة.

---

(٤٠٨) الهندية، كتاب الهبة، الباب الثالث فيما يتعلق بالتحليل، ٤/ ٣٨٢.

(٤٠٩) انظر للتفصيل الفتاوى الرضوية، كتاب الهبة، ١٩/ ١٧٩-٣٠٤.

(٤١٠) الخانية، كتاب الهبة، فصل فيما يكون هبة من الألفاظ وما لا يكون، ٣/ ٢٦٦، (هامش الهندية).

(٤١١) الخانية، كتاب الهبة، فصل فيما يكون هبة من الألفاظ وما لا يكون، ٣/ ٢٦٦، (هامش الهندية).

فصل في هبة المشاع

[٢٨٩] **قوله:** (لا يجوز)[٤١٢]: لأنّه هبة مشاع فيما يقسم.

[٢٩٠] **قوله:** (قال لَم يجز)[٤١٣]: لأنّه هبة مشاع فيما يقسم.

[٢٩١] **قوله:** (سواء ودفعها)[٤١٤]: لأنّه هبة مشاع فيما لا يقسم.

[٢٩٢] **قوله:** (نصفها لَم تجز)[٤١٥]: لأنّه هبة واحد من اثنين إنّما تجوز عندهما إذا كانت جملة.

[٢٩٣] **قوله:** (نصفها جاز)[٤١٦]: عندهما لا عند الإمام.

[٢٩٤] **قوله:** (فيها لَم تجز الهبة. وعن أبي حنيفة رحمه الله تعالى)[٤١٧]: تقديمه إيّاه يدلّ على اختياره إلاّ أنّ الفتوى على الجواز كما حقّقناه[٤١٨] على هامش من ردّ المحتار.

---

(٤١٢) الخانية، كتاب الهبة، فصل في هبة المشاع، ٣/ ٢٦٧، (هامش الهندية).

(٤١٣) المرجع السابق، صـ٢٦٨.

(٤١٤) المرجع السابق.

(٤١٥) و(٤١٦) المرجع السابق.

(٤١٧) المرجع السابق، صـ٢٧٠.

(٤١٨) انظر للتفصيل الفتاوى الرضوية، كتاب الهبة، ١٩/ ١٧٩-٣٠٤.

فصل في الصدقة

[٢٩٥] **قوله:** (أن يغضب على ولده)[٤١٩]: ولا أن يضربه ولو بالغاً هو الصحيح قيل: لا يحلّ لانقطاع الولاية.

قلت: ثابث بالحديث[٤٢٠] وقد ذكرناه[٤٢١] في هوامش الأشباه وشرحه.

---

(٤١٩) الخانية، كتاب الهبة، فصل في الصدقة، ٣/ ٢٨٥، (هامش الهندية).

(٤٢٠) نقله في مشكاة المصابيح، باب المزاح، الفصل الثاني (٨)، صـ٤١٧: عن النعمان بن بشير قال: استأذن أبو بكر على النبي صلى الله عليه وسلم فسمع صوتَ عائشة عالياً فلما دخل تناولها ليلطمها وقال: لا أراك ترفعين صوتك على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجعل النبي صلى الله عليه وسلم يحجُزه، وخرج أبو بكر مغضباً، فقال النبي صلى الله عليه وسلم حين خرج أبو بكر: ((كيف رأيتِنِي أنقذتُكِ من الرجل)) قال: فمكث أبو بكر أياماً ثم استأذن فوجدهما قد اصطلحا فقال لهما: أدخلاني في سِلمكما كما أدخلتماني في حربكما، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ((قد فعلنا قد فعلنا)).

(٤٢١) في غمز عيون البصائر شرح الأشباه والنظائر، الفنّ الثالث الجمع والفرق، أحكام المحارم، ٣/ ١٠٥: (**قوله:** ومنها جواز تأديب الأصل

=

=

فرعه): قال بعض الفضلاء يشتمل بإطلاقه الفرع البالغ وهو محلّ نظر لانقطاع الولاية بالبلوغ (انتهى). **أقول:** ذكر شيخ مشايخنا العلامة نور الدين علي المقدسي في شرحه المسمى بـ"الرمز" على نظم الكنز في باب الحضانة نقلاً عن الإسبيجابي: أنّ للأب أن يؤدّب ولده البالغ إذا وقع منه شيء انتهى، فليحفظ).

علّق الإمام أحمد رضا الحنفي -رحمه الله تعالى-: على **قول الغمز:** (عن الإسبيجابي: أنّ للأب أن يؤدب ولده البالغ) **أقول:** وقد أدّب أبو بكر عائشة رضي الله تعالى عنهما.

(حواشي حاشية الأشباه والنظائر للحموي للإمام أحمد رضا الحنفي، صـ٧٢، مخطوط).

﴿ كتاب الوقف ﴾

كتاب الوقف

[٢٩٦] **قوله:** (لا يرتفع الخلاف وللقاضي)[٤٢٢]:

صحّح الإمام شمس الأئمة الحلواني أنّه يجوز حكم الحكَم في مثل هذه المجتهدات. نعم يجوز للقاضي إبطاله كما ذكره في الهندية من كتاب الحيل، الفصل ٢٥ في المزارعة[٤٢٣]، وذكرنا على هامشها وجه التوفيق، صـ٤٣٢[٤٢٤].

---

(٤٢٢) الخانية، كتاب الوقف، ٣/ ٢٨٦، (هامش الهندية).

(٤٢٣) الهندية، كتاب الحيل، الفصل الخامس والعشرون في المزارعة، ٦/ ٤٣١-٤٣٢.

(٤٢٤) في **الفتاوى الهندية**: (المزارعة فاسدة عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى خلافاً لهما، قال الخصاف رحمه الله تعالى: والحيلة في ذلك حتى تجوز على قول الكلّ أن يتنازعا إلى قاض يرى المزارعة جائزة فيحكم بجوازها فتجوز عند الكلّ. (وحيلة أخرى) أن يكتبا كتاب الإقرار منهما يقرّان فيه أنّ رقبة هذه الضيعة لفلان الذي هو مالكها ويقران في هذا الكتاب أنّ هذه الأرض في يد فلان وأنّ مزارعتها له كذا كذا من السنين فيزرعها ما بدا له من غلة الشتاء والصيف ببذره ونفقته وأعوانه، فما رزق الله تعالى من غلتها في هذه السنين فهو كلّه له، ويقران أيضاً أنّ ذلك صار له بأمر حقّ واجب

=

=

لازم فإذا أقرا على هذا الوجه نفذ إقرارهما عليهما ويكون كل الغلة للمزارع، ثم إنّ هذا المزارع يحتال لصاحب الأرض في نصف الغلة أيضا بحيلة الهبة أو غير ذلك. قال الشيخ الإمام شمس الأئمة الحلواني رحمه الله تعالى: ما قاله الخصاف في هذه الحيلة التي ذكرناها أوّلاً أنّهما يرفعان إلى قاض يرى جواز المزارعة يشير إلى أنّه يرفع إلى قاض مولى حتى يقضي بينهما بذلك فيجوز وفي كلامه ما يدلّ على أنّه لا ينفذ فيه حكم الحاكم المحكم وكان القاضي الإمام أبو علي النسفي رحمه الله تعالى يقول: بعض مشايخنا رحمهم الله تعالى مالوا عن تجويز حكم الحاكم المحكم في هذه المجتهدات، وقالوا: يحتاج إلى حكم قاض مولى وكذلك في الطلاق المضاف، يعني: مشايخنا مالوا عن تجويز حكم الحاكم المحكم فيه، قال شمس الأئمة الحلواني رحمه الله تعالى: والصحيح من المذهب أنّه يجوز حكم الحاكم المحكم فيه في مثل هذه المجتهدات، والدليل عليه ما ذكر في كتاب الصلح في مواضع أنّه ينفذ حكم الحاكم المحكم في كلّ شيء إلاّ في الحدود والقصاص واللعان، ولكن لا يُفتَى للعوام بهذا كي لا يتجاوزوا الحد ولا يتخبطوا به إلاّ أنّ حكم الحاكم المحكم لا يلزم في حقّ القاضي المولى حتى لو رفع حكمه إلى قاض مولى يرى إبطاله وأبطله صحّ إبطاله.

=

فصل في ألفاظ الوقف

[٢٩٧] **قوله**: (لا يصحّ إلاّ أن يجعل آخره للفقراء)[٤٢٥]:

أقول: لكن قدّم القاضي الإمام رحمه الله في الصفحة الماضية[٤٢٦] أنّ محلّ الصدقة في الأصل الفقراء فلا يحتاج إلى الفقراء ولا انقطاع

=

إذا شرطا في المزارعة أنّ صاحب البذر يرفع قدر بذره ويكون الباقي بينهما فهذه المزارعة فاسدة؛ لأنّ هذا شرط يقطع الشركة في الخارج).

(الهندية، كتاب الحيل، الفصل الخامس والعشرون في المزارعة، ٦/ ٤٣١-٤٣٢).

علّق الإمام أحمد رضا الحنفي -رحمه الله تعالى- على **قوله**: (إلاّ أنّ حكم الحاكم المحكم لا يلزم... إلخ):

وكان هذا هو معنَى ما في الخانية من أوّل الوقف: الصحيح أنّ بحكم الحاكم لا يرتفع الخلاف وللقاضي أن يبطله اهـ. فإنّ نفاذ الحكم شيء وارتفاع الخلاف به شيء آخر وجواز الإبطال للقاضي يدلّ على بقاء الخلاف لا على بطلان الحكم فإنّ الباطل لا يبطل.

(حواشي الإمام أحمد رضا رحمه الله تعالى على الهندية، صـ٢١٩، مخطوط).

(٤٢٥) الخانية، كتاب الوقف، فصل في ألفاظ الوقف، ٣/ ٢٨٦، (هامش الهندية).

(٤٢٦) انظر الخانية، كتاب الوقف، فصل في ألفاظ الوقف، ٣/ ٢٨٦، (هامش الهندية).

للفقراء فلا يحتاج إلى ذكر الأبد أيضاً. وحقّق في ردّ المحتار[٤٢٧] أنّ ذلك عند عدم التعيين، أمّا لو عيّن معيّناً لزيد أو ولدي لَم يجز، والله تعالى أعلم.

باب الرجل يجعل داره مسجداً أو خاناً أو سقاية أو مقبرة

[٢٩٨] **قوله:** (لا تصير للمسجد)[٤٢٨]: أي: ما لَم يسلّم للمتولي كما في الهندية[٤٢٩].

[٢٩٩] **قوله:** (إلاّ بإذن القاضي)[٤٣٠]: إلاّ حيث لا قاضي كما سيأتي، صـ١٦٤[٤٣١].

---

(٤٢٧) ردّ المحتار، كتاب الوقف، مطلب: قد يثبت الوقف بالضرورة، ٦/ ٥٢١-٥٢٢، تحت قول الدرّ: واكتفى أبو يوسف بلفظ موقوفة... إلخ.

(٤٢٨) الخانية، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً أو خاناً أو سقاية أو مقبرة، ٣/ ٢٩١، (هامش الهندية).

(٤٢٩) الهندية، كتاب الوقف، الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به، الفصل الثاني في الوقف على المسجد وتصرّف القيم وغيره... إلخ، ٢/ ٤٦٠.

(٤٣٠) الخانية، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً أو خاناً أو سقاية أو مقبرة، ٣/ ٢٩٣، (هامش الهندية).

(٤٣١) انظر المقولة [٣٠٨] **قوله:** [القيم يشتري بتلك الغلة... إلخ]، وما بعدها.

[٣٠٠] **قوله**: (للسلطان لا لغيره)[٤٣٢]:

لأنّها تكون من بيت المال.

[٣٠١] **قوله**: [وشراء الجنازة ليس من مصالح المسجد][٤٣٣]:

لا يجوز شراء ما ليس من مصالح هذا الوقف من غلّة وإن شرط الواقف وتأتي، صـ١٦٤[٤٣٤].

[٣٠٢] **قوله**: [إذا لم يكن ما على الأكار فاحشاً][٤٣٥]:

يجوز الحطّ من مطالبة الوقف عمن عليه إذا كان محتاجاً ولَم يكن ما عليه فاحشاً.

[٣٠٣] **قوله**: (أو نعش للمسجد)[٤٣٦]:

---

(٤٣٢) الخانية، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً أو خاناً أو سقاية أو مقبرة، ٣/ ٢٩٣، (هامش الهندية).

(٤٣٣) المرجع السابق، صـ٢٩٧.

(٤٣٤) انظر المقولة [٣٠٨] **قوله**: [القيم يشتري بتلك الغلة... إلخ]، وما بعدها.

(٤٣٥) الخانية، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً أو خاناً أو سقاية أو مقبرة، ٣/ ٢٩٨، (هامش الهندية).

(٤٣٦) الخانية، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً أو خاناً أو سقاية أو مقبرة، ٣/ ٢٩٩، (هامش الهندية).

مرّت المسألة، صـ١٤١، وتأتي صـ١٦٤[٤٣٧].

[٣٠٤] **قوله:** (أنّ بيعهم لا يصحّ بغير أمر القاضي)[٤٣٨]:

إلاّ حيث لا قاضي كما سيأتي صـ١٦٤[٤٣٩].

فصل في مسائل الشرط في الوقف

[٣٠٥] **قوله:** (في قول أبي حنيفة وهلال رحمهما الله تعالى)[٤٤٠]:

صوابه: قول أبي يوسف بدليل ما بعده وهكذا نقل عنه في البحر، ج٥، صـ٢٤٠[٤٤١].

---

(٤٣٧) انظر المقولة [٣٠٨] **قوله:** [القيم يشتري بتلك الغلة... إلخ]، وما بعدها.

(٤٣٨) الخانية، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً أو خاناً أو سقاية أو مقبرة، ٣/ ٢٩٩، (هامش الهندية).

(٤٣٩) انظر المرجع السابق.

(٤٤٠) الخانية، كتاب الوقف، فصل في مسائل الشرط في الوقف، ٣/ ٣٠٧، (هامش الهندية).

(٤٤١) ففي البحر، كتاب الوقف، ٥/ ٣٧١: (ولو باعها بغبن فاحش لا يجوز بيعه في قول أبي يوسف وهلال؛ لأنّ القيم بمنزلة الوكيل فلا يملك البيع بغبن فاحش).

فصل في الأشجار

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

[٣٠٦] **قوله:** (وتكون في الحكم كأنّها وقف)[٤٤٢]: **قلتُ:** أي: في أنّه مال مصروف إلى وجوه البرّ، أمّا الوقف فلا[٤٤٣].

فصل في وقف المنقول

[٣٠٧] **قوله:** [وضع حبّاً في مسجد أو علّق قنديلاً][٤٤٤]: له الرجوع بخلاف سلسلة القنديل والحبل حيث لا يجوز الرجوع كما في خزانة المفتين عن الكبرى.

[٣٠٨] **قوله:** [القيم يشتري بتلك الغلة جنازة لا يجوز للقيم][٤٤٥]: لا يقبل شرط الواقف أن يشتري بغلة المسجد جنازة؛ لأنّها ليست من مصالح كما مرّ، صـ١٤٤[٤٤٦].

---

(٤٤٢) الخانية، كتاب الوقف، فصل في الأشجار، ٣/ ٣١١، (هامش الهندية).

(٤٤٣) الفتاوى الرضوية، كتاب الأضحية، ٢٠/ ٥٥٠.

(٤٤٤) الخانية، كتاب الوقف، فصل في وقف المنقول، ٣/ ٣١١، (هامش الهندية).

(٤٤٥) الخانية، كتاب الوقف، فصل في وقف المنقول، ٣/ ٣١٢-٣١٣، (هامش الهندية).

(٤٤٦) انظر المقولة [٢٩٩] قوله: (إلاّ بإذن القاضي)، وما بعدها.

[٣٠٩] **قوله:** (ولا حاجة فيه)[٤٤٧]: نحوه في خزانة المفتين، صـ٢١٥ عن الفتاوى الكبرى.

[٣١٠] **قوله:** [وهذه الأشياء مما ينقل][٤٤٨]: الوقف إذا خرب يبطل ويجوز بيعه.

أقول: هذه الفروع كلّها مبنية على قول محمد خلافاً لأبي يوسف وقول محمّد هاهنا ضعيف كما في ش عن البحر، صـ٥٩١[٤٤٩].

فصل في الوقف على الأولاد والأقرباء والجيران

[٣١١] **قوله:** [وقف على أولاده وقد بقي بعد موت واحد منهم أولاده][٤٥٠]: وقف على أولاده ثُمّ مات أحد منهم يصرف جميع الغلّة إلى البقية دون الفقراء ويأتي زيادة أيضاً، أوّل صـ١٧٣، وصـ١٧٤[٤٥١].

---

(٤٤٧) الخانية، كتاب الوقف، فصل في وقف المنقول، ٣/ ٣١٣، (هامش الهندية).

(٤٤٨) الخانية، كتاب الوقف، فصل في وقف المنقول، ٣/ ٣١٣، (هامش الهندية).

(٤٤٩) ردّ المحتار، كتاب الوقف، مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره، ٦/ ٥٥٠-٥٥٢.

(٤٥٠) الخانية، كتاب الوقف، فصل في الوقف على الأولاد والأقرباء والجيران، ٣/ ٣٢١، (هامش الهندية).

(٤٥١) انظر الخانية، فصل في الوقف على القرابات، ٣/ ٣٢٩، (هامش الهندية).

فصل في الوقف على القرابات

[٣١٢] قوله: (يدخل فيه أولادهم وأولاد أولادهم)[٤٥٢]:

بيّنتُ على هامش الهندية[٤٥٣] أنّ هذا إنّما يتمشّى على قول الصاحبين.

---

(٤٥٢) الخانية، فصل في الوقف على القرابات، ٣/ ٣٢٩، (هامش الهندية).

(٤٥٣) في **الهندية**، كتاب الوقف، الباب الثالث، في المصارف، الفصل الثالث في الوقف على القرابة وبيان معرفة القرابة، ٢/ ٣٨٤، (وقف ضيعة وأمر أن يعطى أقرباؤه كفايتهم وهم قوم غير محصين إن لم يذكر الأولاد يدخل أولاد الأقرباء وأولاد أولادهم؛ لأنّهم من أقربائه، وإن ذكر فقال: ثم بعدهم لأولادهم، ولا يدخلون حال حياة الآباء ثم حدّ الكفاية قدر الحاجة لنفسه ولمن يموت من أهله وولده وخادم واحد كذا في المضمرات).

علّق الإمام أحمد رضا الحنفي -رحمه الله تعالى- على **قوله**: (لأنّهم من أقربائه):

أقول: هذا إنّما يستقيم على قولهما من شمول الأقرباء لكلّ قريب وبعيد، أمّا الإمام فقد اعتبر الأقربية ولا شكّ أنّ الأصول أقرب إليه من أولادهم فكيف يدخل الأولاد مع الأصول، فتأمّل.

أقول: ويؤيد كونه مبنياً على قولهما قوله: "وهم قوم غير محصين" فإنّ الإمام يعتبر المحرمية ومعلوم أنّ المحارم لا يكونون إلاّ معدودين).

(حواشي الإمام أحمد رضا الحنفي رحمه الله تعالى على الهندية، صـ٧٣، مخطوط).

﴿ كتاب الأضحية ﴾

١. فصل في مسائل متفرقة

فصل في مسائل متفرقة

[٣١٣] قوله: (بنام خداى وبنام محمد عليه السلام)[٤٥٤]:

أقول: في نسختِي المطبوعة بالهندية بدون الواو وهو الصحيح فإنّ العطف محرّم على الصحيح كما يأتي في نفس الكتاب آخر باب الذكاة، صـ٣٦٩[٤٥٥]، فليتنبّه.

(٤٥٤) الخانية، كتاب الأضحية، فصل في مسائل متفرقة، ٣/ ٣٥٥، (هامش الهندية).

(٤٥٥) انظر الخانية، كتاب الصيد والذبائح، باب في الذكاة، ٣/ ٣٦٩، (هامش الهندية).

كتاب الصيد والذبائح

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- في الفتاوى الرضوية]

[٣١٥] **قوله:** (فإن كان كذلك وخرقه بحدّه حلّ أكله)[٤٥٦]:

وبه اندفع ما ظنّ بعض أجلة علماء كانفور من الحرمة بالرصاص الكبير لثقله دون الحبات لخفتها، وذلك لأنّ مناط الحلّ ليس هي الخفّة بل الحدّ والخرق، وبديهي أن لا شيء من ذلك في الحبات[٤٥٧].

[٣١٦] **قوله:** [فذبحت من ساعتها حلّ أكلها][٤٥٨]:

شاة سقيت خمراً تحلّ من ساعته أي: ويكره كما في مجمع الأنهر عن التنوير وبه صرّح في التبيين وشرح الوهبانية كما في الدرّ[٤٥٩].

---

(٤٥٦) الخانية، كتاب الصيد والذبائح، ٣/ ٣٦٠، (هامش الهندية).

(٤٥٧) الفتاوى الرضوية، كتاب الذبائح، ٢٠/ ٣٤٧-٣٤٨.

(٤٥٨) الخانية، كتاب الصيد والذبائح، ٣/ ٣٥٩، (هامش الهندية).

(٤٥٩) الدرّ، كتاب الحظر والإباحة، ٩/ ٥٦٣-٥٦٤.

﴿ كتاب الحظر والإباحة ﴾

١. ما يكره أكله وما لا يكره وما يتعلّق بالضيافة

٢. باب ما يكره من الثياب والحلي والزينة وما لا يكره وما يقبل فيه قول الواحد في الحلّ والحرمة وما لا يقبل

٣. فصل في التسبيح والتسليم والصلاة على النبي ﷺ والتعاويذ وما يرجع إلى الأمور الدينية

كتاب الحظر والإباحة وما يكره أكله ولا ما لا يكره وما يتعلق بالضيافة

[٣١٧] **قوله:** (رجل دخل على سلطان فقدّم إليه شيء من المأكولات)[٤٦٠]: هذا يوافق قول الكرخي رحمه الله تعالى.

[٣١٨] **قوله:** (المشار إليه فلا يتمكن الخبث في المبيع)[٤٦١]:

أقول: هذا مبنِي على قول من قال: إنّ الخبث وإن كان لعدم الملك لا يعمل في ما لا يتعيّن مطلقاً وإن أضيف العقد إليه ونقد منه. وقال الكرخي: لا يعمل إلاّ في الصورة الأخيرة، قيل: وبه يفتى، والمختار يعمل مطلقاً إن كان لعدم الملك.

[٣١٩] **قوله:** (قال الناطفي رحمه الله تعالى إذا أهدى الرجل)[٤٦٢]:

هذا يوافق قول فخر الإسلام وغيره من الأئمة فإن الخبث لعدم الملك إذا عمل في النقود أيضاً فلا يزول ما دام لا يضمن أو يبرأ

---

(٤٦٠) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠٠، (هامش الهندية).

(٤٦١) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠٠، (هامش الهندية).

(٤٦٢) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠٠، (هامش الهندية).

فتكون الأبدال أيضاً خبيثة فكلّ ما يهدى إليه خبيث غالباً إذا كان الغالب خبيثاً فلا ينبغي أن يقبل، أمّا على مقتضى مذهب الكرخي فلا بأس؛ لأنّه لا يعلم أنّ هذا الشيء مغصوب بعينه بل يجوز أن يكون شيء بنقود مغصوبة لَم يضف العقد إليها والأصل في الأشياء الإباحة فيحلّ القبول، فافهم والله تعالى أعلم.

فإن قلتَ: بل ينبغي الجواز على هذا القول أيضاً لاحتمال أنّه خلط النقد المغصوب بنقد آخر فملكه بالخلط فصار مملوكاً ملكَ خبث والخبث لفساد الملك لا يعمل فيما لا يتعيّن بالاتفاق فقيام هذا الاحتمال يسوغ له الأكل والقبول.

قلتُ: لَـمّا كان غالب ماله من الحرام فالمحرم -أعني: كونه بدل مال الغصب- مظنون والظنّ في مثل المقام ملتحق باليقين، ومزيل الحرام عن البدل -أعني: الخلط بِمال آخر- موهوم مشكوك واليقين لا يزول بالشكّ، فافهم والله تعالى أعلم.

[٣٢٠] **قوله**: (وقال الفقيه أبو الليث رحمه الله تعالى)[٤٦٣]:

(٤٦٣) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠١، (هامش الهندية).

هذا يدلّ أنّ الخلاف بين الإمام وصاحبيه في أنّ الخلط هل هو سبب الملك أم لا؟ والذي في عامة الكتب أنّه يملك بالخلط والخلاف في حلّ الانتفاع فعند الإمام نعم وهو القياس، وعندهما لا وهو الاستحسان، وبه يفتَى والإمام نجم الدين النسفي أنكر هذا أيضاً وقال: ليس هذا قول الإمام، والله تعالى أعلم.

[٣٢١] **قوله:** (ذلك المال كان أولى فإن عرفوا أربابها)(٤٦٤):

ظاهره أنّه لا يحرم عليهم أن يمسكوه لأنفسهم وإن علموا المال والأرباب، وراجع إلى البيع الفاسد من الشامي(٤٦٥)، والله تعالى أعلم.

[٣٢٢] **قوله:** (كان أولى وأمّا الذي يأخذه المغنِّي)(٤٦٦):

أقول: التحقيق أنّه قوله هاهنا وفي قرينتها السابقة "كان أولى" ناظر إلى ما لَم يعرفوا الأرباب ولا عين المال المكتسب بالحرام،

---

(٤٦٤) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠١، (هامش الهندية).

(٤٦٥) ردّ المحتار، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فيمن ورث مالاً حراماً، ٧/ ٣٠٦-٣٠٧، تحت قول الدرّ: إلاّ في حقّ الوارث... إلخ.

(٤٦٦) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠١، (هامش الهندية).

أمّا إذا عرفوهم وجب الردّ عليهم، أو المال دونهم وجب التصدّق، ويرشدك إلى هذه ما في الشامي[٤٦٧].

[٣٢٣] **قوله**: (ذلك يكون أخف؛ لأنّ صاحب المال)[٤٦٨]:

قلت: وورد النصّ عن محمد أنّ كسب المغنية كالمغصوب كما في كراهية الهندية[٤٦٩].

[٣٢٤] **قوله**: (ويصير ملكاً للغاصب)[٤٧٠]: تخصيص هذا التعليل عن ملك الغصب بقول الإمام يدلّ بظاهره أيضاً على ما استفيد من قول الفقيه أبي الليث: إنّ الخلاف بين الإمام وصاحبيه في نفس الملك وعدمه والذي في عامة الكتب أنّه يملك والخلاف في حلّ الانتفاع وعدمه، والله تعالى أعلم.

---

(٤٦٧) ردّ المحتار، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فيمن ورث مالاً حراماً، ٧/ ٣٠٦-٣٠٧، تحت قول الدرّ: إلاّ في حقّ الوارث... إلخ.

(٤٦٨) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠١، (هامش الهندية).

(٤٦٩) الهندية، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ٥/ ٣٤٩.

(٤٧٠) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠٢، (هامش الهندية).

[٣٢٥] **قوله:** (وقال أبو يوسف رحمه الله تعالى)[471]: وكذا محمد كما في الذخيرة والهندية[472] وغيرهما.

[٣٢٦] **قوله:** (أمّا على قول أبي يوسف ومحمد رحمهما الله)[473]: هذا تصريح بأنّ الخلاف في الملك وعدمه، والله تعالى أعلم.

[٣٢٧] **قوله:** (نصيب الأكرة)[474]: الفلاحين والمزارعين.

[٣٢٨] **قوله:** (إذا كانوا بالغين)[475]: أي: الورثة كلّهم بالغين.

[٣٢٩] **قوله:** (فيها شيء من الدقيق وهي بحالة)[476]: تقديمه على ما يأتي يفيد ترجيحه، فافهم.

[٣٣٠] **قوله:** (وهو قول محمد رحمه الله تعالى)[477]:

---

(٤٧١) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠٢، (هامش الهندية).

(٤٧٢) الهندية، كتاب الغصب، الباب الثامن في تملك الغاصب...إلخ، ٥/ ١٤٠.

(٤٧٣) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠٢، (هامش الهندية).

(٤٧٤) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠٢، (هامش الهندية).

(٤٧٥) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠٥، (هامش الهندية).

(٤٧٦) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠٥، (هامش الهندية).

(٤٧٧) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠٥، (هامش الهندية).

رواه هشام عنه في نوادره قال: سألتُه عن ذلك فروى الإجازة عن الشيخين ثُمّ قال: وهو قولي، كما في الهندية[٤٧٨] فهذا معنَى قول الإمام المصنف رحمه الله تعالى أنّه قول محمد؛ لأنّه في ظاهر الرواية عنه، فافهم.

[٣٣١] **قوله**: (فلم يدع الأكل لأجله وقال محمد رحمه الله تعالى)[٤٧٩]: وكان ذلك مثل أن يصير مقتدى به.

باب ما يكره من الثياب والحلي والزينة وما لا يكره وما يقبل فيه قول الواحد في الحلّ والحرمة وما لا يقبل

[٣٣٢] **قوله**: (وروى بشر عن أبي يوسف)[٤٨٠]:

أقول: تقديمه يدلّ على أنّه الأشهر الأظهر.

---

(٤٧٨) الهندية، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهة في الأكل وما يتصل به، ٥/ ٣٣٧.

(٤٧٩) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠٦، (هامش الهندية).

(٤٨٠) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، باب ما يكره من الثياب والحلي والزينة وما لا يكره وما يقبل فيه قول الواحد في الحلّ والحرمة وما لا يقبل، ٣/ ٤١٢، (هامش الهندية).

[٣٣٣] **قوله:** (لا بأس بالعلم؛ لأنّه تبع ولَم يقدر)[٤٨١]:

ومرّ مثله في كتاب الأيمان عن النوادر[٤٨٢].

فصل في التسبيح والتسليم والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم والتعاويذ وما يرجع إلى الأمور الدينية

[٣٣٤] **قوله:** (أن يستأذن قبل السلام)[٤٨٣]:

أقول: لكن في الحديث[٤٨٤]: ((السلام عليكم أأَدْخل)).

---

(٤٨١) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، باب ما يكره من الثياب والحلي والزينة وما لا يكره وما يقبل فيه قول الواحد في الحلّ والحرمة وما لا يقبل، ٣/ ٤١٢، (هامش الهندية).

(٤٨٢) انظر المقولة [٢٣٧] **قوله:** (ولم يقدر العلم بشيء).

(٤٨٣) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، فصل في التسبيح والتسليم والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم والتعاويذ وما يرجع إلى الأمور الدينية، ٣/ ٤٢٣، (هامش الهندية).

(٤٨٤) أخرجه الترمذي في سننه (٢٧١٩)، كتاب الاستئذان والآداب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في التسليم قبل الاستئذان، ٤/ ٣٢٥-٣٢٦.

[٣٣٥] **قوله:** (إسكاف أمره إنسان)[٤٨٥]: تقدّمت في مسائل الإسكاف والخياط والعاصر والناقوس، صـ٤٠٤[٤٨٦].

[٣٣٦] **قوله:** [ويأخذ عليه مالاً][٤٨٧]:

إن أخذ المال على التعويذ وهو يزعم أنّه يعطي التعويذ هدية لَم يجز له ذلك المال.

---

(٤٨٥) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، فصل في التسبيح والتسليم والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم والتعاويذ وما يرجع إلى الأمور الدينية، ٣/ ٤٢٦، (هامش الهندية).

(٤٨٦) انظر الخانية، كتاب الحظر والإباحة، ٣/ ٤٠٤، (هامش الهندية).

(٤٨٧) الخانية، كتاب الحظر والإباحة، فصل في التسبيح والتسليم والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم والتعاويذ وما يرجع إلى الأمور الدينية، ٣/ ٤٢٦، (هامش الهندية).

﴿ كتاب الوصايا ﴾

١. فصل فيما يكون وصية وفيما لا يكون

٢. فصل فيمن تجوز وصيته وفيمن لا تجوز وصيته

٣. فصل في مسائل مختلفة

٤. فصل في تصرفات الوصي في مال اليتيم وتصرفات الوالد في مال ولده الصغير

فصل فيما يكون وصية وفيما لا يكون

[٣٣٧] **قوله:** (قال: الوصية باطلة وعن أبي القاسم رحمه الله تعالى)[٤٨٨]: تقديمه القول الأوّل يفيد اعتماده؛ لأنّه يقدّم الأظهر الأشهر كما نصّ عليه في الديباجة لكن في الخلاصة وفي ردّ المحتار[٤٨٩] عن جامع الفتاوى: أنّ البطلان هو الأصحّ. **قلتُ:** وهو تصحيح صريح فيقدّم ثُمّ هو الأشبه بالفقه، راجع ردّ المحتار، صـ٦٥٣[٤٩٠].

فصل فيمن تجوز وصيته وفيمن لا تجوز وصيته

[٣٣٨] **قوله:** (والأجنبي أثلاثاً ثلث ذلك يكون للأجنبِي)[٤٩١]: فلو كان مكان الزوج من يردّ عليه أو عصبة كان الباقي بعد الثلث كلّه له لا حظّ للأجنبي فيه، والله أعلم.

---

(٤٨٨) الخانية، كتاب الوصايا، فصل فيما يكون وصية وفيما لا يكون، ٣/ ٤٩٥، (هامش الهندية).

(٤٨٩) ردّ المحتار، كتاب الوصايا، ١٠/ ٣٨٠، تحت قول الدرّ: (فالوصية باطلة).

(٤٩٠) ردّ المحتار، كتاب الوصايا، ١٠/ ٣٨٠، تحت قول الدرّ: (فالوصية باطلة).

(٤٩١) الخانية، كتاب الوصايا، فصل فيمن تجوز وصيته وفيمن لا تجوز وصيته، ٣/ ٤٩٧، (هامش الهندية).

فصل في مسائل مختلفة

[٣٣٩] **قوله:** (قال الفقيه أبو الليث رحمه الله تعالى)[٤٩٢]: سيأتي نظر فيه للإمام المصنف رحمه الله تعالى، صـ٤٤٥[٤٩٣].

فصل في تصرفات الوصي في مال اليتيم وتصرّفات الوالد في مال ولده الصغير

[٣٤٠] **قوله:** (على وجه الإجارة)[٤٩٤]: كأجرة المشخص والسجان والكاتب، اهـ. أدب الأوصياء صـ٢٨٦[٤٩٥].

---

(٤٩٢) الخانية، كتاب الوصايا، فصل في مسائل مختلفة، ٣/ ٥١١، (هامش الهندية).

(٤٩٣) انظر الخانية، كتاب الوصايا، فصل في تصرفات الوصي في مال اليتيم وتصرفات الوالد في مال ولده الصغير، ٣/ ٥٣٤، (هامش الهندية) ما نصّه: (وأمّا المهر إن كان النكاح معروفاً... إلخ).

(٤٩٤) الخانية، كتاب الوصايا، فصل في تصرفات الوصي في مال اليتيم وتصرفات الوالد في مال ولده الصغير، ٣/ ٥٢٢، (هامش الهندية).

(٤٩٥) أدب الأوصياء، باب الضمان، ٢/ ٢٨٦، (هامش جامع الفصولين)، الطبعة الأولى بالمطبعة الأزهرية، سنة ١٣٠٠هـ.

[٣٤١] **قوله:** (أو اشترى الوارث الكبير طعاماً)[496]: راجع ردّ المحتار ج٥، صـ٧٠٣[497].

[٣٤٢] **قوله:** (إذا كانت وصية لولدها الصغير)[498]: قيّد بالوصية؛ لأنّها إنّما يؤذن لها في ذلك عند الوصية لا لأنّها لو لَم تكن وصية رجعت وإن لَم تشهد، ألَم تسمع إلى قوله أولاً: الغالب من حال الوالدين أنّهم يقصدون الصلة والتبرّع.

[قال الإمام أحمد رضا -رحمه الله تعالى- **في الفتاوى الرضوية]**

[٣٤٣] **قوله:** (إن ترك الميت صامتاً)[499]: الصامت من المال الذهب والفضّة والناطق هو الحيوان، منجد[500].

---

(٤٩٦) الخانية، كتاب الوصايا، فصل في تصرفات الوصي في مال اليتيم وتصرفات الوالد في مال ولده الصغير، ٣/ ٥٢٥، (هامش الهندية).

(٤٩٧) ردّ المحتار، كتاب الوصايا، فصل في شهادة الأوصياء، ١٠/ ٤٦٢-٤٦٣، تحت قول الدرّ: أو اشترى الوارث الكبير... إلخ.

(٤٩٨) الخانية، فصل في تصرفات الوصي... إلخ، ٣/ ٥٢٦، (هامش الهندية).

(٤٩٩) المرجع السابق، صـ٥٣٤، (هامش الهندية).

(٥٠٠) الفتاوى الرضوية، كتاب الإقرار، ١٩/ ١٠٣.

﴿ كتاب الشفعة ﴾

فصل في الطلب

[٣٤٤] **قوله**: (وكذا لو قال: **شفعه مرا ست**)[٥٠١]: هكذا في الهندية[٥٠٢] عن الذخيرة ولَم يحك خلافاً والإمام القاضي قدّمه على القول الآتي فيكون اعتماداً عليه.

[٣٤٥] **قوله**: (منك الدار بالشفعة)[٥٠٣]:

أقول: دلّت المسألة بتعليلها أنّ قوله: آخذ منك الدار بالشفعة طلب صحيح لو لَم يتقدّمه لغو.

[٣٤٦] **قوله**: (تبطل شفعته)[٥٠٤]: لأنّ قوله: أنا شفيعك لغو.

[٣٤٧] **قوله**: (لأنّه غير معذور)[٥٠٥]: بخلاف ملكه مما يظهر؛ لأنه معذور، أمّا ذلك فمدعو إلى الرجوع عن البغي والخروج فامتناعه من قِبل نفسه.

---

(٥٠١) الخانية، كتاب الشفعة، فصل في الطلب، ٣/ ٥٣٧، (هامش الهندية).

(٥٠٢) الهندية، كتاب الشفعة، الباب التاسع فيما يبطل به حقّ...إلخ، ٥/ ١٨٥.

(٥٠٣) الخانية، كتاب الشفعة، فصل في الطلب، ٣/ ٥٣٧، (هامش الهندية).

(٥٠٤) الخانية، كتاب الشفعة، فصل في الطلب، ٣/ ٥٣٧، (هامش الهندية).

(٥٠٥) الخانية، كتاب الشفعة، فصل في الطلب، ٣/ ٥٣٩، (هامش الهندية).

فصل في ترتيب الشفعاء

[٣٤٨] **قوله:** (حتى لقيني وقال الشفيع)[٥٠٦]: لعلّ صوابه: حين بالياء والنون، بل هو الصواب بدليل ما يذكر في الحلف.

[٣٤٩] **قوله:** (فقال البائع: بعتُه معاملة وقال المشتري)[٥٠٧]: البيع معاملة وبيع الوفاء شيء واحد كما في الهندية[٥٠٨] عن العتابية وعن التتاخانية.

(٥٠٦) الخانية، كتاب الشفعة، فصل في ترتيب الشفعاء، ٣/ ٥٤٦، (هامش الهندية).

(٥٠٧) الخانية، كتاب الشفعة، فصل في ترتيب الشفعاء، ٣/ ٥٤٧، (هامش الهندية).

(٥٠٨) الهندية، كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة، ٣/ ٢٠٩.

﴿ كتاب السِّير ﴾

١. باب ما يكون كفراً من المسلم وما لا يكون

٢. فصل في أهل الذمة وما يؤخذ منهم من الجزية في كلّ سنة وما يفعل بهم

باب ما يكون كفراً من المسلم وما لا يكون

[٣٥٠] **قوله:** (خروج عن الحكمة والعدل)[٥٠٩]:

أقول: فيه حديث[٥١٠] من أتى رسولَ الله صلى الله تعالى عليه وسلم يسأله أن يُبيح له الزنا، فأرادوا الصحابة قتلَه، فنهاهم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ووعظ الفتَى حتَى قام عنه وأنكر شيء إليه الزنا، ولَم يأمره بتجديد الإيمان.

(٥٠٩) الخانية، كتاب السير، باب ما يكون كفراً من المسلم وما لا يكون، ٣/ ٥٧٥، (هامش الهندية).

(٥١٠) نقله في كنز العمال، (١٣٦١١) عن أبي أمامة أنّ رجلاً أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! ائذن في الزنا؟ فهو من كان قرب النبِي صلى الله عليه وسلم أن يتناولوه، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ((دعوه)) ثم قال له النبي صلى الله عليه: ((أتحبّ أن يفعل هذا بأختك؟)) قال: لا، قال: ((فبابنتك؟)) قال: لا، فلم يزل يقول فبكذا فبكذا كلّ ذلك يقول: لا، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ((فاكره ما كره الله وأحبّ لأخيك ما تحبّ لنفسك)).

[٣٥١] **قوله:** (لا يكفر؛ لأنّ المراد بهذا أنّ الله تعالى لا يكذب)[٥١١]:

أقول: تحقيقه أنّه إن قاله نفياً للكذب عن نفسه لا يكفر، وإن قاله بتسليم كذبه وأراد نفي العار فيه عن نفسه يكفر قطعاً.

[٣٥٢] **قوله:** (ولو قال لامرأته: يا كافرة)[٥١٢]:

أقول: دلّت المسألة أنّ دعاء مسلم بالكفر لا يكون كفراً إذا كان على جهة السبّ.

[٣٥٣] **قوله:** (*"خدائے راوپیغامبر را گواه کردیم"*)[٥١٣]:

ويأتي مثله، صـ٤٥١.

[٣٥٤] **قوله:** (بِمنْزِلة الصبِي)[٥١٤]:

أقول: يجب أن يكون المعتوه كالمراهق أي: الصبي العاقل فيجري فيه الخلاف والمجنون كصبي لا يعقل فلا يكفر بلا خلاف.

---

(٥١١) الخانية، كتاب السير، باب ما يكون كفراً من المسلم وما لا يكون، ٣/ ٥٧٥، (هامش الهندية).

(٥١٢) المرجع السابق، صـ٥٧٦.

(٥١٣) المرجع السابق.

(٥١٤) المرجع السابق، صـ٥٧٧.

[٣٥٥] **قوله:** (إن كان الرجل جاهلاً)[٥١٥]: الذي نقل عنها في أنوار الشافعية عكس ذلك أنّه إن كان عامياً يكفر وإن كان عالماً فلا، قال شارحه: لأنّ العالم يعرف مقاصد التشبيه وأنّه لا يقتضي التسوية بخلاف العامي.

[٣٥٦] **قوله:** (لا يكفر المخاطب)[٥١٦]:

مرّ نظيره آخر صـ٤٦٨[٥١٧].

[٣٥٧] **قوله:** (لا تعتبر ردّة)[٥١٨]:

أي: في حكم انفساخ النكاح.

---

(٥١٥) الخانية، كتاب السير، باب ما يكون كفراً من المسلم وما لا يكون، ٣/ ٥٧٩، (هامش الهندية).

(٥١٦) الخانية، كتاب السير، باب ما يكون كفراً من المسلم وما لا يكون، ٣/ ٥٧٩، (هامش الهندية).

(٥١٧) انظر المقولة [٣٥٢] قوله: ولو قال للمرأة: يا كافرة.

(٥١٨) الخانية، كتاب السير، باب ما يكون كفراً من المسلم وما لا يكون، ٣/ ٥٧٩، (هامش الهندية).

فصل في أهل الذمة وما يؤخذ منهم من الجزية في كلّ سنة وما يفعل بهم

[٣٥٨] **قوله:** [وأما الزنادقة فتؤخذ الجزية][٥١٩]: وقد نصّ محمد أنّ حكمه حكم المرتدّ ففيه أنّ الزنديق كالمرتدّ.

(٥١٩) الخانية، كتاب السير، فصل في أهل الذمة وما يؤخذ منهم من الجزية في كلّ سنة وما يفعل بهم، ٣/ ٥٨٨، (هامش الهندية).

﴿ كتاب الرهن ﴾

فصل فيما يجوز رهنه وما لا يجوز وما يجوز به الرهن وما لا يجوز

[٣٥٩] **قوله:** (تخرج من الرهن وتكون الأجرة)[٥٢٠]:

ولا يعود رهناً إلاّ بتجديد، تاترخانية اهـ، ردّ المحتار[٥٢١] من متفرقات الرهن.

فصل فيمن يرهن مال الغير

[٣٦٠] **قوله:** (قدر ما سقط)[٥٢٢]: الساقط من الدين ما هو الأقلّ من قيمة الرهن يوم القبض ومن الدين.

[٣٦١] **قوله:** (دين الراهن برهنه)[٥٢٣]: الراهن هو المستعير يعني: لا يلزم للمعير على المستعير إلاّ قدر ما سقط من الدين من الراهن بسبب هذا الرهن مثلاً استعار منه شيئاً قيمته ألف قرينة

---

(٥٢٠) الخانية، كتاب الرهن، فصل فيما يجوز رهنه وما لا يجوز... إلخ، ٣/ ٥٩٦، (هامش الهندية).

(٥٢١) ردّ المحتار، كتاب الرهن، فصل في مسائل متفرقة، ١٠/ ١٤٨، تحت قول الدرّ: وبطل الرهن.

(٥٢٢) الخانية، كتاب الرهن، فصل فيمن يرهن مال الغير، ٣/ ٦٠٤، (هامش الهندية).

(٥٢٣) الخانية، كتاب الرهن، فصل فيمن يرهن مال الغير، ٣/ ٦٠٤، (هامش الهندية).

بخمس مائة ديناً عنه، فإنّه لا يرجع المعير على المستعير إلاّ بخمس مائة؛ لأنّه هو القدر الساقط من الدين وإن كانت القيمة ألفاً.

قلتُ: ومن هاهنا علم أنّ هذا إذا كان ما عليه من الدين أقلّ من قيمة العارية أو مساويها، أمّا إذا كان أزيد فلا يلزم القدر الزائد على القيمة وإن أدّاه المعير حين الافتكاك؛ لأنّ المعير لا يستحقّ هذه الزيادة بوجه من الوجوه، وأمّا الافتكاك فلضرورة نفسه.

فإن قلت: إنّما الخراج بالضمان والنفع بالنقصان.

قلتُ: لَم يكن الضمان والنقصان إلاّ بسبب الإذن فكأنّه رضي بذلك، أمّا الزيادة فكيف يأخذها ولا حقّ له فيها هذا ما خطر بالبال والله أعلم بحقيقة الحال.

[٣٦٢] **قوله**: (بقدر ما سقط)(٥٢٤): معناه عندي -والله أعلم- أنّه يرجع بقدر ما يسقط من الدين لو هلك الرهن بدليل قوله: (وافتكّه) ولمالك بألفي درهم؛ إذ لا افتكاك بعد الهلاك.

---

(٥٢٤) الخانية، كتاب الرهن، فصل فيمن يرهن مال الغير، ٣/ ٦٠٤-٦٠٥، (هامش الهندية).

[٣٦٣] **قوله**: (من الدين عند الهلاك)[٥٢٥]:

ثُمّ طالعتُ الدرّ المختار فتحقّق أنّ معنَى السقوط عند الهلاك هو الذي قرّرتُ -يعنِي: قدر ما يسقط لو فرض الهلاك- لكن في المسألة نزاع مذكور في الدرّ وأوضحته على حاشتيه من باب التصرّف في الرهن[٥٢٦]، فليراجع.

---

(٥٢٥) الخانية، كتاب الرهن، فصل فيمن يرهن مال الغير، ٣/ ٦٠٥، (هامش الهندية).

(٥٢٦) في **الدرّ**، كتاب الرهن، باب التصرّف في الرهن... إلخ، ١٠/ ١٣٤:

((ولو افتكّه) أي: الرهن (المعير أجبر المرتَهن على القبول ثم يرجع) المعير (على الراهن)؛ لأنّه غير متبرع لتخليص ملكه، بخلاف الأجنبي (بما أدّى) بأن ساوى الدين القيمة، وإن الدين أزيد فالزائد تبرّع، وإن أقلّ فلا جبر، درر).

علّق الإمام أحمد رضا الحنفي -رحمه الله تعالى- على **قوله**: (فلا جبر):

قال في الهندية أواخر الباب الحادي عشر، صـ٤٨٦ نقلاً عن محيط الإمام السرخسي: (لو أراد المعير افتكاكه ليس للراهن والمرتَهن منعه، ويرجع على الراهن بما قضى؛ لأنّه مضطّر في قضائه لإحياء حقّه وملكه) اهـ. فقد أطلق القول في عدم تمكّنهما من المنع وفي الرجوع بما قضى، فافهم.

(جد الممتار، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن، ٧/ ١٦٤).

كتاب المأذون

[٣٦٤] قوله: (عبده يبيع عيناً من الأعيان فسكت لَم يكن)[٥٢٧]:

هذه الكلمات الأربعة ربما تظنّ مناقضة كما ظنّ العلامة الحموي، والحقّ أن لا تناقض فارجع إلى ردّ المحتار[٥٢٨] وإلى ما علّقنا على هامشه[٥٢٩].

(٥٢٧) الخانية، كتاب المأذون، ٣/ ٦٢٦، (هامش الهندية).

(٥٢٨) انظر ردّ المحتار، كتاب المأذون، ٩/ ٢٦٥-٢٦٦.

(٥٢٩) في **الدرّ**، كتاب المأذون، ٩/ ٢٦٤-٢٦٦: ((ويثبت) الإذن (دلالة فعبد رآه سيّده يبيع ملك أجنبِي) فلو ملك مولاه لم يجز حتى يأذن بالنطق بزازية ودرر عن الخانية لكن سوى بينهما الزيلعي وغيره وجزم بالتسوية ابن الكمال وصاحب الملتقى ورجحّه في الشرنبلالية بأن ما في المتون والشروح أولى بما في كتب الفتاوى فليحفظ).

في **ردّ المحتار**: (**قوله**: (ودرر عن الخانية): في عبارة الخانية اضطراب، فإنّه قال أول الباب: رأى المولى عبده يبيع عيناً من أعيان المالك، فسكت لم يكن إذناً، وقال بعد أسطر: ولو رآه في حانوته فسكت حتى باع متاعاً كثيراً كان إذناً، ولا ينفذ على المولى بيع العبد ذلك المتاع، ثم قال: ولو أنّ رجلاً =

=

دفع إلى عبد رجل متاعاً ليبيعه فباع فرآه المولى ولم ينهه كان إذناً له في التجارة، ويجوز ذلك البيع على صاحب المتاع اهـ حموي.

أقول: لا اضطراب في كلامه، فإنّ معنَى كلامه الأوّل لم يكن إذناً في ذلك البيع المسكوت عنه، فلا ينفذ بيعه عليه وإن صار مأذوناً في التجارة بعده كما فسّره كلامه الثاني والثالث، وإنما نفذ البيع في متاع الأجنبي لإذنه أي: الأجنبي فيه وهذا معنَى ما في البزازية، ويدلّ على ما قلنا ما في شرح البيري عن البدائع: رأى عبده يبيع ويشتري فسكت صار مأذوناً عندنا إلاّ في البيع الذي صادفه السكوت بخلاف الشراء اهـ. (ردّ المحتار، كتاب المأذون، ٩/ ٢٦٥).

علّق الإمام أحمد رضا الحنفي -رحمه الله تعالى- على **قوله**: (الثاني والثالث):

قلتُ: لا شكّ أنّ عبارة البزازية واضحة جلية عنه التأمّل، لكن عبارة الخانيةفيها نوع خفاء كما لا يخفى، ويؤيد الأوهام تقييدُه المأذونية في الكلام الثاني بها إذا تكرر وكثر، لكن يؤيد التوفيق المذكور أنّه قال متصلاً بالكلام الأوّل: وكذا المرتَهن إذا رأى الراهن يبيع المرهون فسكت لا يبطل الرهن... إلخ. ومعلوم أنّ البطلان إنما يكون بإنفاذ البيع فكذا الكلام في الممثل به يكون ناظراً إلى نفاذ البيع وعدم نفاذه، فقوله: لم يكن إذناً أي: بهذا البيع، فلا ينفذ كما لا ينفذ بيع الراهن بمجرّد سكوت المرتَهن ولا شكّ

=

=

أنّ هذا التوفيق حسن وجيه يجب التعويل عليه كيلا يخالف كلام الخانية كلام الأصل.

ثم أقول وبالله التوفيق: لو قطع النظر عن كلّ هذا لم يكن في كلام الخانية اضطراب أيضاً، فإنّ لكلّ واحد من كلماته الأربع موضوعاً على حدة وإنّما المفهوم منها إذا لوحظت جميعاً مرّة واحدة هو الفرق بين متاع الأجنبِي والمولى فيصير مأذوناً ببيع الأوّل مطلقاً إذا رآه المولى وسكت، وهذا مفاد الكلمة الثالثة، وأمّا في حقّ المولى ففي الشراء من ماله كذلك، وهذا مفهوم الكلمة الرابعة، وفي البيع لا يصير مأذوناً، وهذا محصّل الكلمة الأولى إلاّ إذا كثر وتكرّر فيصير وهذا حاصل الكلمة الثانية فأين التناقض وأين الاضطراب!.

قلتُ: ويمكن إبداء وجه لهذه التفرقة، فإنّ السكوت ظاهره رضًى ويحتمل أن يكون لشدّة الغضب فحيث كان هذا الاحتمال قويّاً فهذا كان الاحتمال لم يجعل إذناً، والإنسان ربما يغضب على بيع مال نفسه بدون إذنه بخلاف بيع مال الغير فجعل إذناً في الثاني دون الأوّل، إلاّ إذا كثر وتكرر فإنّ بهذا يتقوّى ظنّ الرضَى؛ إذ العادة أنّ شدّة الغضب في معاملة العبد والمولى إنما يورث السكوت أوّل وهلة، أمّا إذا كثر وتكرر فلا يبقى للتحمل مجال لتوفر أسباب الاقتدار، فيحمل على التحامل دون التحمل، وفرق بين

=

[٣٦٥] **قوله:** (وينفذ على المولى)[٥٣٠]: الذي في الغمز[٥٣١] عن الخانية: (لا ينفذ) وهو الصواب فـ:لا ساقطة من هذه النسخة.

[٣٦٦] **قوله:** (فأجاز ذلك البيع لا يجوز)[٥٣٢]: لطريان ملك باتّ على موقوف فأبطله.

=

البيع والشراء فإنّ البيع إخراج عن الملك والشراء إدخال فيه، والبيع مقصود بخلاف الثمن، والشيء المبيع ربما يفوت فلا يوجد مثله بخلاف الدراهم، والشيء ربما يُعدّه الإنسان لحاجته ويقوم غيره مقامه، ومعلوم أنّ الإنسان ربما يرضى أن يشترى له لا أن يباع ماله خصوصاً الأغنياء فلهذه الوجوه ليس احتمال الغضب في الشراء كمثله في البيع فافترقا، هذا ما ظهر لي والله تعالى أعلم، وعلى كلّ فلا شكّ أنّ التعويل على في الشروح.

(جدّ الممتار، كتاب المأذون، ٦/ ٣٣١-٣٣٢).

(٥٣٠) الخانية، كتاب المأذون، ٣/ ٦٢٦، (هامش الهندية).

(٥٣١) غمز عيون البصائر، الفنّ الثاني: الفوائد، كتاب الحجر والمأذون، ٢/ ٤١٢.

(٥٣٢) الخانية، كتاب المأذون، ٣/ ٦٣٠، (هامش الهندية).